Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۹۰ ۱۱

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر ناظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اردو رسالہ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۳ | مارچ ۱۹۲۹ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ | جلد ۲۸

چندہ سالانہ ہندوستان میں [illegible] تین روپیہ

فہرست مضامین

کنواری پیدائش (ولادت بن باپ)	۸۱/۹۲	چوہدری محمد شاہ نواز صاحب اسسٹنٹ سرجن
وید کا پیش کردہ ایشور	۹۲/۹۸	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان
جماعت احمدیہ کی چند خصوصیات	۹۸/۱۰۵	ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب ایم بی بی ایس
تحفۃ المتشیعین	۱۰۶/۱۱۳	جناب مولوی سید صادق حسین صاحب اٹاوہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات بصحابہ	۱۱۴/۱۲۰	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مچھلی نے ایک زندہ انسان کو نگل لیا اور وہ زندہ ہی باہر نکل آیا!!!

قرآن مجید میں ذکر آیا ہے کہ مچھلی نے حضرت یونسؑ کو نگل لیا۔ آپ خدا تعالیٰ کی قدرت سے زندہ اسکے پیٹ سے نکل آئے۔ البتہ بیمار ہو گئے۔ لیکن آخر اچھے ہو گئے۔ اس واقعہ کا انکار کیا جاتا تھا حتیٰ کہ کئی مسلمان مفسرین نے بھی لکھا کہ مچھلی نے لقمہ بنانا چاہا تھا مگر آپ بچ گئے۔ لیکن حال ہی میں اس قسم کی مثالیں پائی گئیں کہ مچھلی نے آدمی کو نگل لیا۔ اور وہ زندہ اسکے پیٹ سے نکل آیا۔ اُمید ہے اب ایسی قدرت نمائیوں کا انکار نہ کیا جائیگا۔ مندرجہ ذیل واقعہ گورو گھنٹال اخبار سے نقل کیا جاتا ہے:

"مسٹر ہین نامی ایک انگریز لکھتے ہیں:۔ کہ ۲۵ سال ہوئے ایک ویل مچھلی کی لاش برمنگھم کے ایک کھلے میدان میں نمائش کیلئے رکھی گئی تھی۔ بے شمار خلقت اس مچھلی کو دیکھنے کیلئے جمع ہوئی۔ اس مچھلی کا گلا اسقدر کھلا تھا کہ دروازے کا کام دے سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اور گیارہ دوسرے انگریزوں نے اس مچھلی کے پیٹ میں جانے اور اسکی اندرونی ساخت ملاحظہ کرنے کے لئے اپنے آپکو تیار کیا۔ چنانچہ ہم اسکے پیٹ میں داخل ہو گئے۔ پیٹ کیا تھا۔ ایک اچھا خاصہ کمرہ تھا۔ اور میری اور میرے ساتھیوں کی یہ رائے تھی۔ کہ اس قسم کی مچھلی کے لئے ایک زندہ انسان کو صحیح وسالم نگل جانا ایک معمولی بات ہے۔

تاریخ میں ایک اس قسم کی مثال بھی ملتی ہے کہ زندہ مچھلی نے ایک زندہ انسان کو اپنے اندر نگل لیا۔ اور جب اُسے پکڑ کر اسے چیرا گیا تو وہ زندہ ہی نکل آیا۔ اسکے متعلق مسٹر ہین سر فرانسس فاکس کی تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے آگے چلکر لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۸۸۳ء میں جزیرہ فاک لینڈ میں دو کشتیوں نے ایک ویل مچھلی پر حملہ کیا۔ مچھلی نے ایک کشتی کو دُم مار کر الٹ دیا۔ اس کشتی کے مسافروں میں سے ایک مسٹر جیمز بارٹلے تھے۔ بقیہ مسافر تو دوسری کشتی والوں نے بچا لئے لیکن مسٹر جیمز بارٹلے کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اسکے متعلق اسکے ساتھیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ وہ سمندر کی تہ میں پہنچ گیا ہے۔ اور اب انسانی شکل میں اسکے درشن ناممکن ہیں۔ لیکن بعض اوقات معجزات بھی ظہور میں آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ان سب نے ملکر اس ویل مچھلی کا تعاقب کیا۔ اور بڑی جدوجہد کے بعد اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ تقریباً شام کا وقت تھا۔ مچھلی کا معدہ چاک کرنیکا کام دوسرے دن پر اُٹھا رکھا گیا۔ دوسرے دن جب اس مچھلی کو چیرا گیا۔ اور اس کا معدہ لاکر جہاز میں رکھا گیا۔ تو اسمیں حرکت ہوئی۔ ایک مُردہ جانور کے معدہ میں حرکت ایک غیر معمولی بات تھی۔ چنانچہ ملاح بہت خوفزدہ ہوئے۔ لیکن جب معدہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا۔ تو اسکے اندر کوئی شے گُھم گُھما ہوئی نظر پڑی۔ جب اسے اچھی طرح دیکھا گیا تو یہ حضرت بارٹلے نکلے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت آپ کشتی سے دریا میں گرے ویل مچھلی انہیں زندہ نگل گئی۔ مسٹر بارٹلے کو ہلایا جلایا گیا۔ مگر انہوں نے آنکھ نہ کھولی۔ نبض پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ گرم ہے۔ چنانچہ انکا باقاعدہ علاج معالجہ کیا گیا۔ آہستہ آہستہ انکے حواس بجا ہوئے اور تین ہفتے کے بعد وہ بالکل تندرست ہو گئے۔ مسٹر بارٹلے نے ہوش میں آنے پر بیان کیا کہ جب مجھے ویل مچھلی نے نگلا تو میں دہشت سے بیہوش ہو گیا۔ ورنہ ویل مچھلی کے معدہ میں اسقدر ہوا موجود تھی کہ میں ہوا کی کمی کی وجہ سے کبھی بھی ہلاک نہ ہوتا۔ البتہ بھوک مجھے ضرور کچھ عرصہ کے بعد ختم کرنے میں کامیاب ہو جاتی" (گورو گھنٹال اخبار لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

PARTHENOGENESIS

پارتھینو جینے سِز

کنواری پیدائش

(ولادت بن باپ)

تعریف:- پارتھینو جینے سِز۔ یا کنواری پیدائش عجائبات قدرت کا ایک نرالا اور نادر الوقوع کرشمہ ہے۔ جس کا بعض طبقوں میں آجکل انکار کیا جاتا ہے۔ یہ عجیب عمل بعض دفعہ جانداروں کی پیدائش میں دیکھا جاتا ہے۔ طب کی رُو سے اس سے مُراد وہ عمل ہے جس سے ایک نیا وجود بغیر نَر کے اجزا سے ملنے کے صرف مادہ کے اجزا سے ہی نشوو نما پاکر پیدا ہو جاتا ہے۔

درحقیقت یہ عمل نہایت حیرت انگیز ہے اور یقین نہیں آتا۔ کہ ایسا عمل بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ مگر خدا کی حکمتوں اور اسکی قدرتوں کا احاطہ ہماری عقل نہیں کر سکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عام قانون طبعی یہی ہے کہ ایک نئے وجود کی پیدائش کے لئے نَر اور مادہ کے اجزاء دونو آپس میں ملیں۔ مگر کوئی قانون ایسا نہیں جس میں استثناء نہ ہو۔ یہ عمل خرق عادت ہے۔ اور اپنی کیفیّت میں نُدرت رکھتا ہے۔ محققین کے نزدیک یہ عمل طبعی نہیں۔ بلکہ اسکو غیر طبعی اور ادنیٰ قسم کی پیدائش خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں جنین کو صرف ماں کے عادات اور خواص سے حصّہ ملتا ہے۔ اور نہ بچّہ والد کے خصائل اور اسکی صورت و سیرت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ جو کامل پیدائش طبعی کے لئے لازمی امر ہے۔

اعلیٰ طبقہ کے حیوانوں میں کنواری پیدائش کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ گو یہ عمل ان میں نادر الوقوع ہے۔ مگر ہوتا ضرور ہے۔ چنانچہ یہ عمل مینڈک۔ مُرغی۔ بطخ وغیرہ میں دیکھا گیا ہے۔ مگر یہ عمل ان میں بھی طبعی نہیں

ہے۔ بلکہ بعض غیر طبعی صورتوں میں اسکا ظہور ہوتا ہے۔

حشرات الارض میں کنواری پیدائش

اسکے برخلاف حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑوں اور مکھیوں میں یہ عمل عام ہے۔ حکیم ارسطو کا خیال تھا کہ یہ عمل شہد کی مکھیوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر بانٹ نے بھی اس عمل کا مشاہدہ بعض کیڑوں میں کیا ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے۔ کہ یہ مثالیں حقیقی کنواری پیدائش کی نہیں۔ بلکہ ان جانداروں میں چونکہ نر و مادہ کا امتیاز نہیں ہوتا اور ایک ہی وجود میں دونو قسم کے اجزاء موجود ہوتے ہیں ...... اس لئے اس پیدائش میں نر کے اجزاء کا دخل ہے۔ گو وہ اندر سے ہی مل جاتا ہے۔ مگر اُن کا یہ خیال غلط ہے۔ کنواری پیدائش کا عمل اُس عمل سے جس میں نر و مادہ اجزاء ایک ہی جاندار میں پائے جاتے ہیں بالکل الگ ہے۔ اور ان دونو کو مشتبہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اس دوسرے عمل کی مثالیں جس کو انگریزی میں ہرمافروڈائٹ ازم کہتے ہیں۔ کیچوے اور دیگر رینگنے والے جانوروں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ سچّی بات ہے کہ کنواری پیدائش کے عمل میں نر کے اجزاء کسی صورت سے بھی مادہ کے ساتھ نہیں ملتے۔ اور یہ پیدائش خالصتاً مادہ کے اجزاء سے ہوتی ہے۔

ایک غلط استدلال

بعض لوگ کنواری پیدائش کے عمل کے ثبوت میں مُرغی کے بغیر مُرغ کے ساتھ ملنے کے انڈے دیتے رہنے کا مشاہدہ پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ مشاہدہ غلط ہے اور ایسے استدلال سے ذمّہ وار اشخاص کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ ورنہ ندامت کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ ایسے انڈے بغیر نر کے نہیں ہوتے۔ بلکہ اسکی حقیقت اور ہے۔ یہ مثال کنواری پیدائش کے ضمن میں نہیں آسکتی۔ کیونکہ اس میں مُرغی کا مُرغ کے ساتھ صرف ...... ایک دفعہ ملنا عرصہ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ مُرغی مُرغ کے ساتھ صرف ایک دفعہ مل کر ایک سال تک نشوونما پانے کی قابلیت رکھنے والے انڈے دے سکتی ہے۔ اسکی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ مُرغ کے حیوانات منویہ مُرغی کے مخصوص اعضاء کے اندر دیر تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ یا پھر یہ کہ ایک بار ملنے سے مُرغی کے پیٹ کے سب انڈے ایک ہی دفعہ نطفہ سے مل جاتے ہیں۔ اور ان میں نشوونما پانے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔

حشرات الارض میں سے شہد کی مکھی۔ بھڑ۔ چیونٹی۔ اور عام مکھیوں میں یہ عمل زیادہ نمایاں طور ...... پر پایا جاتا ہے۔ اِن کیڑوں میں اگر مادہ نر کے ساتھ ملنے کے بغیر انڈے دے۔ تو ان انڈوں سے بچے سب کے سب نر پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر نر کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہو جائے۔ تو پھر نر اور مادہ دونو قسم کے بچے نکلتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی مکھی جسکو آرہ مکھی کہتے ہیں۔ ان میں نر کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح بعض دیگر اقسام کی مکھیوں کے نر نادر الوجود ہوتے ہیں۔ اور جن کے نر ہیں وہ بھی تعداد میں مادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بہت کم ہوتے ہیں۔

شہد کی مکھیوں میں جس مکھی کو ملکہ کہا جاتا ہے۔ اس میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نر اور مادہ بچے پیدا کر سکتی ہے۔ چنانچہ اگر نر بچے پیدا کرنے ہوں تو وہ انڈوں کو اس تھیلی کے ساتھ جس میں نر کا نطفہ پڑا ہوتا ہے لگنے نہیں دیتی۔ اور اگر مادہ بچے لینے ہوں تو اس تھیلی کا منہ کھل جاتا ہے۔ اور نطفہ انڈوں کے ساتھ مل جاتا ہے۔ مگر یہ طاقت کام کرنے والی شہد کی مکھیوں میں نہیں ہے۔ چنانچہ ملکہ کی خادمہ (مکھیاں) بھڑ اور چیونٹیاں صرف ایسے انڈے دے سکتی ہیں جن سے نر بچے پیدا ہوں۔

چھتہ بنانے والی مکھیوں میں بعض دفعہ مخلوط قسم کی پیدائش بھی دیکھی جاتی ہے۔ اور اس طرح حسب ضرورت مادہ۔ نر اور مخنث بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شہد کی مکھی کے بعض انڈے جو نر سے نہ مل سکیں کنواری پیدائش کے عمل کے ماتحت خود بخود نشو و نما پانا اور بڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ نر بچے پیدا ہو جاتے ہیں جن کو "نکھٹو" کہتے ہیں۔

ایک اور قسم کا کیڑا ہے جسکو گاآل کہتے ہیں۔ اس میں عجیب طرح کی پیدائش دیکھی گئی ہے۔ یعنی موسم خزاں میں صرف مادہ بچے نکلتے ہیں۔ یہ دو تو ایک ہی جنین سے ہیں۔ گو ان کی ظاہری شکل و شباہت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ شہد کی مکھیوں اور چیونٹیوں میں مادہ کا صرف ایک دفعہ نر سے ملنا آٹھ سال تک بچے پیدا کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ مگر اس طرح صرف نر بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور مادہ بچوں کے حصول کے لئے بار بار نر سے ملنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ مثالیں قطعی کنواری پیدائش کی نہیں کہلا سکتیں۔

اُڑنے والے کیڑے عموماً انڈے دیتے ہیں۔ مگر بعض دفعہ وہ چوپائیوں کی طرح بچے بھی دیتے ہیں۔ ایسا عمل کاک روچ (ٹڈی کی قسم کا کیڑا) میں دیکھا گیا ہے۔

کئی اور ایسے حشرات الارض بھی ہیں۔ جن میں یہ عمل صحیح معنوں میں پایا جاتا ہے۔ ان میں بھی نر کا وجود بہت کم ہے۔ مادہ بغیر نر کے ساتھ میل کے بچے دیتی ہے جو رحم میں نشو و نما پا کر مادہ بچے بن جاتے ہیں۔

بعض جراثیم میں بھی یہ طاقت موجود ہے۔ چنانچہ ملیریا بخار کے جراثیم میں بھی مادہ جراثیم اس طریق سے بچے دیتے ہیں۔ جب خون میں کونین داخل ہو جائے تو سب نر جراثیم مر جاتے ہیں مگر مادہ باقی رہ جاتی ہیں۔ اور وہ بغیر نر سے ملنے کے نئے بچے پیدا کرتی رہتی ہیں۔ جس سے جسم میں جراثیم کا زور ہو کر بخار کا دوبارہ حملہ ہو جاتا ہے۔

نباتات میں کنواری پیدائش کا عمل نباتات میں پیدائش کے کئی طریق ہیں:- (۱) بعض دفعہ پودے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حصہ الگ ہوکر نیا پودا بنا رہتا ہے۔ (۲) بعض پودوں میں درخت کی جڑھ۔ یا شاخ سے نیا پودا بن جاتا ہے۔ (۳) بعض پودے ایسے بھی ہیں کہ اُن میں چوپائیوں کی طرح نئے پودے درخت کے جسم سے نکلتے ہیں۔ اور یہ نئے پودے عموماً پتّوں سے نکلتے ہیں۔ (۴) بعض نباتات میں کنواری پیدائش کا عمل بھی دیکھا گیا ہے۔ (ان پودوں کے نام اور پیدائش کے طریق میں چونکہ علم النباتات کی بعض اصطلاحیں آجاتی ہیں جو عوام کے فہم سے بالا ہیں۔ اسلئے انکو لکھا نہیں جاتا)

چوپائیوں میں اس عمل کا وجود

حیوانوں میں یہ عمل بہت شاذو نادر دیکھا جاتا ہے۔ گو طبعی طور پر یہ عمل مفقود ہے۔ مگر بیماری کے نتیجہ میں ایسی پیدائش دیکھی گئی ہے۔ (گو ان امراض کی کنہ کو ہم نہیں پہنچ سکتے) چنانچہ یہ عمل مینڈک۔ بطخ۔ مرغی۔ اور بعض دیگر جانوروں میں پایا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ انسان میں بھی دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ کنواری لڑکیوں کے پیٹ سے بعض ایسی رسولیاں عملِ جراحی سے نکالی گئی ہیں۔ جن میں بال۔ ہڈی اور دانت وغیرہ موجود تھے۔ ان رسولیوں کے بننے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بعض انڈے بغیر نر کے ساتھ ملنے کے خود بخود ہی بچہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر لوب نے تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ انڈے بعض کیمیاوی اشیاء سے بھی نشوونما پا سکتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ان سے بچّہ بھی نکلتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بعض انڈوں پر جو نر سے نہ ملے تھے۔ سرکہ کا ہلکا تیزاب ڈال کر اُن میں بچّہ نکالنے کی تحریک پیدا کی ہے اسی طرح ایک جنس کے انڈوں پر کسی غیر جنس کا نطفہ ڈالکر بھی بچے پیدا کیئے گئے ہیں۔ مثلاً مینڈک کے انڈوں پر کُتّے کے نطفہ کو ڈالا گیا۔ اور انڈوں میں نشوونما شروع ہو گئی۔ مگر ان سب غیر طبعی طریق میں بچوّں میں صرف ماں کے خواص منتقل ہوئے۔ اور نر کے خواص کا ان میں کوئی دخل نہ تھا۔

طبعی طور پر انڈے بغیر نر سے ملنے کے نشوونما نہیں پا سکتے ہیں۔ مگر بعض خاص حالات میں یہ عمل ممکن ہے۔ چنانچہ اگر سمندر کے پانی میں میگنیشیم کلورائڈ ڈالا جائے تو بعض بحری حشرات کے انڈوں میں قابلیّت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو کہ سمندر کے نمکین پانی میں نر کے بغیر ممکن نہ تھی۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ بعض قسم کی پیدائش جس میں بظاہر نر اور مادہ ملتے ہیں وہ بھی درحقیقت ایک ہی جنس کی پیدائش ہے یعنی کنواری پیدائش کا ہی عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ گدھے اور گھوڑی سے جو خچّر پیدا کیا جاتا ہے۔ اسکے متعلّق اُن کا خیال ہے کہ یہ صرف مادہ کے انڈے سے بنتا ہے۔ اور اس میں گدھے کے نطفہ کا کچھ دخل نہیں۔ چنانچہ نطفہ جسم میں داخل ہوکر انڈے کے ساتھ نہیں ملتا بلکہ مر جاتا ہے۔ اور صرف مادہ کے اجزاء سے ہی بچّہ بنتا ہے۔ اور مادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے انڈوں میں نشوونما کی تحریک محض اس فعل سے ہوتی ہے نہ کہ نطفہ کے ساتھ ملنے سے۔

نطفہ کے دو کام

مصنوعی طور پر (یعنی ادویہ وغیرہ ڈالکر) جو کنواری پیدائش کا عمل واقع ہوتا ہے اسکی کیفیت یہ ہے۔ کہ نر کے نطفہ کے دو کام ہیں۔ اور ہر ایک ان میں سے الگ الگ اثر پذیر ہو سکتا ہے۔

اوّل نطفہ سے انڈوں میں نشوونما پانے اور بچہ پیدا کرنے کی تحریک کی جاتی ہے۔

دوسرے نطفہ کا کام یہ ہے کہ بچہ میں پدرانہ خواص داخل ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا کام جو ہے وہ نطفہ کی بجائے کیمیادی یا برقی تاثیرات بھی پیدا کر سکتی ہیں۔ یعنی ادویہ یا بجلی کی رو سے انڈوں میں بڑھنے کی تحریک کیجا سکتی ہے مگر اس سے پدرانہ خواص بچہ میں پیدا نہیں ہونگے۔ جو کہ نطفہ کا مخصوص کام ہے۔ اس لئے اس کا بدل کوئی اور خارجی محرک نہیں ہو سکتا۔

انسان میں جو کنواری پیدائش کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ ان پر بھی اس تشریح سے روشنی پڑتی ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے جسم کے اندر بعض ایسے کیمیادی مادے یا زہر پیدا ہو جاتے ہوں۔ جو کہ انڈوں میں (بغیر نر کا منہ دیکھے) نشوونما کی تحریک کر دیں۔ جس کے نتیجہ میں عموماً رسولیاں پیدا ہوں اور بعض دفعہ صحیح و سالم بچہ بھی پیدا ہو جائے۔

ناظرین اب معلوم کر چکے ہونگے۔ کہ کنواری پیدائش کا علم کل طبعی کی رو سے ناممکن نہیں۔ گو نادر الوقوع ضرور ہے۔ اور اس میں قدرت کے عجائبات کا ایک نرالا کرشمہ ہے۔ مگر اسکو معجزہ بھی نہیں کہا جا سکتا قدرت کے ہر قانون میں استثناء ضرور ہے۔ مثلاً پیدائش مخلوق کا قانون۔ ابتداء میں سب جاندار بغیر نر و مادہ کے بنائے گئے۔ پھر ماں۔ باپ کے نطفہ میں اولاد پیدا کرنے کی قابلیت رکھ دیگئی۔ اور اس عام اصول کے برخلاف بعض دفعہ صرف ماں کے انڈوں سے (بغیر نر سے ملنے کے) بچہ پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ حشرات الارض اور پودوں کی مثالوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ مادہ کے انڈوں میں خارجی اثرات (کیمیادی اشیاء۔ برقی رو) سے نشوونما کی تحریک کی جا سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے عمل میں زیادہ حصہ مادہ کا ہے اور نر کا کام صرف اسکو حرکت دینا ہے۔

بیضین اور رحم کی رسولیاں ہم کو حیرت میں ڈال دیتی ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ کنواری لڑکیوں کے پیٹ سے (جنکی عصمت کے متعلق شک کی گنجائش نہیں) اپریشن کے ذریعہ ایسی رسولیاں نکالی گئی ہیں جن میں بال۔ دانت۔ جلد۔ غدود۔ ہڈی۔ گرمی۔ جگر اور دماغ کے اجزاء پائے گئے ہیں۔ [1]

[1] حاشیہ۔ ا۔بز۔ نے ایک دفعہ حضرت اقدس امیر المومنین کی خدمت میں ان رسولیوں کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا کہ ان رسولیوں میں اگر کوئی ایسا عضو مکمل پایا جائے جس میں نظام ہو۔ مثلاً دماغ یا جگر۔ تو پھر مانا جا سکتا ہے کہ یہ کسی بچہ کے بکھرے ہوئے اعضاء ہیں۔ واللہ اعلم۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض رسولیوں میں چھوٹا سا جنین بھی پایا گیا ہے۔ مگر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ یقیناً یہ رسولیاں ہم کو کنواری پیدائش کے عمل کی کیفیت کو معلوم کرنے میں ممد ہونگی۔

بیسیوں ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ جن میں اس قسم کی رسولیاں کنواری لڑکیوں کے پیٹ سے نکالی گئی ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر والدہ حیران ہو کر کہتی ہے کہ میری لڑکی تو با عصمت رہی ہے۔ یہ بچہ اسکے پیٹ میں کس طرح بن گیا۔ مگر والدہ کو تعجب کرنے کی اب ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی دوسروں کو رسولیاں دیکھکر مریض کی عصمت کے متعلق شک کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ علم الامراض کے مطالعہ اور نئی تحقیقات نے ہم پر روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ یہ رسولیاں ناجائز تعلق کا نتیجہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ یہ بیماری کا نتیجہ ہیں

ان رسولیوں کی وجہ
ان رسولیوں کی کیفیت کو واضح کرنے کے لئے کئی تھیوریاں بنائی گئی ہیں۔ جن میں سے سب سے زیادہ قابل قبول تھیوری پارتھینو جینیسز PARTHENOGENESIS یعنی کنواری پیدائش کی ہے۔ اسکی کیفیت یہ ہے کہ بعض دفعہ مادہ کے انڈوں میں کسی باطنی یا خارجی تحریک کی وجہ سے نشوونما شروع ہو جاتا ہے۔ ان محرکوں کا ہم کو پورا علم نہیں۔ مگر یہ سچی بات ہے کہ جسم کے اندر ہی کسی غدود کی رطوبت کے خراب ہو جانے کی وجہ سے انڈوں میں نشوونما شروع ہو جاتی ہے اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ پیدائش کے عمل کو آخر تک پہنچا کر جنین کو مکمل کر دیں۔ مگر وہ اکثر ناکام رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بجائے پورا بچہ نکلنے کے اسکے ٹوٹے ہوئے اجزاء دیکھے جاتے ہیں۔ جو بچے کے اوسط وزن سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ مثلاً نوزائیدہ بچہ کا اوسط وزن ۳-۴ سیر ہوتا ہے۔ مگر ان رسولیوں کا وزن تو ۱۵-۲۰ سیر تک دیکھا گیا ہے۔

ایک اور وجہ ان رسولیوں کی بیان کی جاتی ہے اور وہ پروفیسر کون ہیم صاحب نے معلوم کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بعض دفعہ نیچر بچہ کے جسم کی ضرورت سے زیادہ اجزاء بدنی مہیا کر دیتی ہے۔ اور جنین کے مکمل ہو جانے کے بعد یہ غیر استعمال شدہ اجزاء جنین کے جسم کے کسی حصہ میں مخفی رہتے ہیں۔ اور یہ اجزاء چونکہ جنین سے متعلق ہوتے ہیں اسلئے ان میں بڑھنے کی طاقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بلوغت کو پہنچکر ان اجزاء میں کسی اندرونی رطوبت کی تحریک سے نشوونما شروع ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایسے اجزاء رحم یا بیضدان کے اندر مخفی ہوں تو ایسی رسولیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی کیفیت اوپر بیان کی گئی ہے۔ اسکی مثال یوں ہے کہ کوئی انجنیئر کسی مکان کی تعمیر کے متعلق اندازہ لگائے کہ ایک لاکھ اینٹ کی ضرورت ہوگی۔ اور اسکے لئے ایک لاکھ اینٹ منگوالی جائے۔ مگر مکان کی تعمیر کے اختتام پر معلوم ہو کہ صرف ۹۵ ہزار اینٹ خرچ ہوئی ہے۔ پس ۵ ہزار اینٹ فالتو بچ رہے گی۔ اسی طرح نیچر کو بھی جنین کے جسم کے اجزاء کے متعلق اندازہ کرنے میں غلطی لگ جاتی ہے۔

توام بچوں کی پیدائش سے استدلال جب دو انڈے ایک ہی وقت میں نطفہ سے ملیں تو سب کو معلوم ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوڑے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر بعض دفعہ دوسرا انڈہ پوری غذا (خونِ والدہ) حاصل نہیں کرسکتا۔ اور وہ مر کر اسقاط ہوجاتا ہے۔ بعض دفعہ دوسرا بچہ تھوڑی مدت نشوونما پاکر پھر مرجاتا ہے کیونکہ پہلا بچہ زیادہ غذا چوس لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرا مردہ بچہ بجائے باہر نکلنے کے پہلے بچے کے جسم کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ اور دباؤ زیادہ پڑنے کی وجہ سے پتلا چھلکا کی مانند ہوجاتا ہے۔ اور وضع حمل کے بعد مشیمہ اور جنین کے غلافوں کے ساتھ لگا ہوا نظر آتا ہے۔ بعض دفعہ یہ نامکمل جنین بجائے غلافوں کے ساتھ لگنے کے اپنے بھائی کے جسم کے ساتھ ہی چمٹا رہتا ہے جیسا کہ ۱۶۱۷ء عیسوی میں لزارس کی چھاتی کے ساتھ ایک ایسا ہی جنین لگا ہوا تھا۔ بعض دفعہ یہ دوسرا نامکمل بچہ پہلے بچے کے پیٹ میں داخل ہوجاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دوسرا انڈہ نطفہ کے ساتھ مل کر خاموش ہوجاتا ہے، اور وہ بڑھتا نہیں۔ جب پہلے بچے کا پیٹ اور بیضین وغیرہ مکمل ہوجاتے ہیں تو وہ اس بچے کی بیضین (انڈوں کی تھیلی) میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور وضع حمل تک وہ خاموش رہتا ہے مگر وہ مرتا بھی نہیں۔ اسکی نشوونما پانے اور بچہ پیدا کرنے کی طاقت مخفی رہتی ہے۔ اور جب وہ لڑکی بلوغت کو پہنچتی ہے تو رحم میں چونکہ حیض کی وجہ سے دوران خون تیز ہوجاتا ہے۔ اسلئے اس مخفی انڈے کو بھی غذا مل جاتی ہے۔ جس سے وہ بڑھنا شروع کردیتا ہے۔ اور اکثر دفعہ رسولی بن جاتی ہے۔ جس میں جنین کے نامکمل اعضاء ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ جو بہت شاذ ہے۔ پورا مکمل بچہ بن جاتا ہے۔ پس ایسا بچہ کنواری لڑکی میں بغیر مرد کا منہ دیکھنے کے پیدا ہونا ممکن ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کنوارے حمل کے تاریخی واقعات کی کیفیت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم ان تھیوریوں کی مدد سے ان تاریخی واقعات پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ جن میں بغیر مرد کا منہ دیکھے عورتوں کو حمل ہوا ہو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تھیوریاں ہم کو کسی حد تک اس عمل کی کیفیت بیان کرنے میں ممد ہوتی ہیں۔ مگر وہ قطعی طور پر ان واقعات میں جو راز ہے اسکو حل نہیں کرسکتیں۔ کیونکہ آج تک طبی لٹریچر میں ایک بھی ایسی مستند مثال نہیں بتائی گئی۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوجائے کہ صحیح وسالم بچہ بغیر مرد کا منہ دیکھے کنواری لڑکیوں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ گو تاریخ میں اور بعض مذہبی کتب میں ایسے واقعات موجود ہیں۔ مگر وہ سائنس دانوں کے نزدیک مستند واقعات نہیں۔ ان حالات کے باوجود یہ تھیوریاں اتنا ضرور ثابت کرتی ہیں کہ کنواری پیدائش کا عمل ممکن ہے۔ اور یہ کوئی معجزہ نہیں بلکہ عام قانون پیدائش میں محض ایک استثناء ہے۔

ہمارے سامنے اسوقت ۳-۴ تاریخی اور مذہبی لوگوں کی مثالیں موجود ہیں۔ جن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اوّل الذکر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جن کے متعلق عیسائیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ روح القدس کی مدد سے پیدا ہوئے اور وہ خدا کا بیٹا ہیں۔ اور حریم صدیقہ رضی اللہ عنہا انکی والدہ کو معجزانہ حمل ہوا تھا۔ دوسرے ملک صدیق ہیں جن کا ذکر بھی انجیل میں ہے۔ اور تیسرے ایک تاریخی حضرت ہیں جن کا نام چنگیز خاں ہے۔

ان کے متعلق اتنا تو واضح ہے کہ ان لوگوں کی پیدائیش معجزانہ نہ تھی۔ اور طبعی اسباب کی مدد سے انکی پیدائیش پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کنواری پیدائیش کے عمل کے ماتحت انکی والدہ کے جسم میں کوئی ایسی خارجی یا باطنی تحریک پیدا ہو گئی ہو۔ جس کے نتیجہ میں ایسی نشو و نما شروع ہو گئی ہو۔ مگر ہم کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ موجودہ تحقیقاتوں کی مدد سے ہم بن باپ پیدائیش کے واقعات کو حل نہیں کر سکتے۔ اور ہم کو اسوقت انتظار کرنا پڑیگا۔ جبتک کہ سائنس ہم کو پورا پورا ثبوت اس کا مہیا نہ کردے۔

بعض عورتوں میں قوت عاقدہ اور منعقدہ دونو پائی جاتی ہیں۔ اور یہی اصول ہے جسکی بنا پر یونانی اور ایدر ویدک والے کنواری پیدائیش کے عمل کو ممکن خیال کرتے ہیں غالباً سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کی ابتدا بھی اسی قسم کی پیدائیش بن باپ سے ہوئی ہے۔ ایسی عورتیں گو بہت شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہیں[۱]۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ایسا عمل ممکن ہے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی پیدائش بن باپ پر ایک نظر

سوائے چند ایک نو زائیدہ لوگوں کے دنیا بھر کے مسلمانوں کا اس امر میں اتفاق ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے۔ مگر بعض لوگ جن کے مزاج میں دہریت کی رگ باقی ہے وہ اس سے انکار کرتے ہیں اس لئے اسکے متعلق کچھ بیان کر دیا جاتا ہے۔

کیا حضرت مسیح ناصری کی ولادت قانون قدرت کے خلاف ہے

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ حضرت مسیح ناصری کی پیدائیش قانون قدرت کے خلاف ہے اسلئے ہم اسکو مان نہیں سکتے۔ اسکے متعلق عرض ہے کہ کنواری پیدائیش کا عمل جیسا کہ عاجز پہلے لکھ چکا ہے قانون قدرت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے اندر ہی داخل ہے۔ چنانچہ اسی قسم کی پیدائیش کی مثالیں حشرات الارض۔

---

[۱] حاشیہ۔ ممکن ہے دنیا میں کئی ایسی عورتیں ہوں۔ مگر شرم کے مارے اس حقیقت کا اظہار نہ کرتی ہوں۔ کیونکہ اس میں لوگوں کی لاعلمی کی وجہ سے طعن و تشنیع کا بھی خوف ہے۔ چنانچہ میرے مکرم بزرگ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب میں مصر میں تھا۔ تو ایک معزز شخص نے بیان کیا۔ کہ میرا باپ کوئی نہیں۔ اور میری والدہ کو بھی کنوارا حمل ہوا تھا۔ گو اُن کی والدہ کی عصمت کے متعلق شک کی گنجائش نہ تھی۔ مگر انکو بھی عام پبلک میں اس امر کے اظہار کی جرأت نہ ہوئی۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حیوانوں اور پودوں میں پائی جاتی ہیں۔ گو انسان میں ایسی مثالیں بہت نادر الوقوع ہیں۔ مگر انکو قانون قدرت کے خلاف ہی کہنا زیادتی ہے۔ آپ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہماری عقل سے بالا ہیں۔ نہ کہ قانون قدرت کے خلاف۔ کیونکہ یہ عمل قانون قدرت کے خلاف نہیں بلکہ اس میں ایک استثناء کے طور پر ہے۔

قانونِ قدرت کی تعریف بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جو بات ان کی عقل میں آجائے۔ یا جس بات کا وہ خود مشاہدہ کرلیں وہ قانون قدرت کے مطابق ہے۔ اور باقی سب اسکے مخالف۔ مگر یہ تعریف غلط ہے۔ قانون قدرت کو ہماری عقل ہمارا تجربہ ہمارا مشاہدہ محدود نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری عقلوں نے سارے قانون قدرت کو معلوم کرلیا ہے۔ اور جو بات اسکے خلاف ہوگی وہ قانونِ قدرت سے باہر ہے۔ ہماری عقل۔ ہمارا علم۔ ہمارا تجربہ ہمارے مشاہدات سب محدود ہیں۔ اور ان میں آئے دن نئی تحقیقاتوں سے اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کئی تھیوریاں ہیں جو ایک وقت میں ثابت شدہ حقیقت تصوّر کی جاتی ہیں۔ مگر بعد میں ایک محقق اٹھتا ہے اور وہ اُن تمام پر پانی پھیر دیتا ہے۔ جیسا کہ حال میں ہی ایک جرمن محقق آئن سٹین نے علم ہیئت کی ثقہ باتوں کو غلط ثابت کردیا ہے۔ خدا کا قانون وسیع ہے۔ پھر کئی ایسی باریک تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ جو ہزاروں لاکھوں سالوں کے بعد جاکر ایسی صورت اختیار کرتی ہیں کہ ہم ان کو محسوس کرسکیں۔ پس ہمارا تجربہ اور مشاہدہ صرف قوانین کو معلوم کرسکتا ہے جو ہمارے زمانہ میں ظاہر ہوں۔ اور اس لحاظ سے وہ وقتی اور محدود ہے اور یونیورسل اور کامل نہیں کہلا سکتا۔ اسکی مثال تو ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص دن کے ۹ بجے پیدا ہو اور شام کے ۲ بجے فوت ہوجائے۔ اور وہ اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ سورج کا طلوع اور غروب سب جھوٹ ہے۔ سورج نہ چڑھتا ہے اور نہ ڈوبتا ہے۔ بلکہ ہر وقت ہی روشن رہتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس شخص نے اپنے محدود تجربہ کی بنا پر ایک غلط اصول قائم کرلیا ہے۔ اگر وہ شام تک زندہ رہتا تو یقیناً سورج کا غروب ہونا مشاہدہ کرتا۔ یہی حالت دنیا کی عمر کے مقابل میں (جو لاکھوں کروڑوں سال ہے) ہمارے سو یا ہزار سالہ تجربہ اور مشاہدہ کی ہے۔ پس ہمارا محدود تجربہ قانون قدرت کا احاطہ نہیں کرسکتا۔

قانونِ قدرت میں عجیب استثنائیں قانون قدرت میں استثناء اگر ہو تو اس سے عام قانون غلط نہیں ہوجاتا۔ علم طب کا مطالعہ کرنے سے ایسی ایسی عجیب اور حیرت انگیز استثنائی صورتیں پیدائش انسانی میں دیکھنے میں آتی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور انسان باور نہیں کرسکتا۔ چنانچہ چند مثالیں اس قسم کے عجائبات کی ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ خونِ حیض کے متعلق اعجوبہ:۔

خون حیض کے متعلق عام قانون یہی ہے کہ ۲۸ یا ۳۰ دن کے بعد تندرست اور بالغ لڑکی کو ماہواری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایام آتے ہیں۔ اور یہ خون اندام نہانی کے رستے خارج ہوتا ہے۔ چنانچہ دنیا بھر کی عورتیں خواہ وہ یورپ اور امریکہ کی مہذب لڑکی ہو یا افریقہ کے جنگلوں میں ننگی پھرنے والی۔ خواہ وہ سفید قوم سے ہو یا سیاہ رنگ کی۔ سرد ملک کی ہو یا گرم ملک کی۔ سب اس میں متفق ہیں مگر اس کے متعلق بھی حیرت انگیز استثنائیں پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ بعض ایسی عورتیں دیکھی گئی ہیں جن کو خون حیض خاص جگہ سے جاری ہونے کی بجائے خونی بواسیر کی صورت میں چلتا ہے۔ اور ہر ماہ حیض کے ایام میں ۴ سے ۷ دن تک خون جاری رہتا ہے۔ اور قدرتی رستہ سے خون نہیں آتا۔

بعض میں خون حیض سینہ کی طرف زور کرتا ہے۔ اور پھیپھڑوں سے خون جاری ہو جاتا ہے (عموماً جوان لڑکیوں میں تپ دق کی وجہ یہی ہوتی ہے) بعض کو ان ایام میں سر درد ہوتا ہے اور خون نہیں آتا۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ خون کا جوش دماغ کی طرف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض میں خون کا جوش معدہ اور جگر کی طرف ہو کر ان اعضاء کے افعال میں نقص آجاتا ہے اور بعض دفعہ خون کی قے شروع ہو جاتی ہے۔ ان سب سے زیادہ حیرت انگیز وہ واقعات ہیں جن میں خون حیض باقاعدہ عورت کے چھاتی سے جاری ہوتا ہے۔ یعنی ہر ماہ بجائے خون حیض آنے کے چھاتی میں سے دودھ کی بجائے خون جاری ہوتا ہے جو ۴ سے ۷ دن تک جاری رہتا ہے۔ پھر بعض ایسی عورتیں بھی دیکھی گئی ہیں جن کو چوٹ وغیرہ کی وجہ سے مثلاً پاؤں پر زخم ہو گیا تھا۔ اور بعد میں وہ زخم مندمل نہیں ہوتا۔ اور باوجود مرہم پٹی کے زخم بڑھتا جاتا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ ہر ماہ باقاعدہ چاند کے حساب سے اسکے زخم میں سے خون جاری ہوتا۔ اور برابر ۴ سے ۷ دن تک جاری رہتا اور باقی ۲۲ دن زخم خشک رہتا۔ جب تک یہ زخم مندمل نہ ہوا اسکو خون حیض بند رہا۔ گویا نیچر نے خون نکالنے کا یہ آسان راستہ اختیار کیا ہوا تھا۔

۲۔ بعض ایسے مرد دیکھے گئے ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کی وفات کے بعد اپنے بچے کو اپنی چھاتی سے دودھ پلایا ہے۔ حالانکہ عام قانون یہ ہے کہ عورت کی چھاتی میں دودھ اُترے (دیکھو کتاب طب کے عجائبات اور نادرات)۔ اسی طرح کئی ایسے عجیب لوگ دنیا میں پائے گئے ہیں۔ جن میں قانون قدرت کے خلاف کوئی عجوبہ موجود تھا۔ مگر یہ سب قانون قدرت کے اندر ہی ہیں نہ کہ اسکے مخالف۔ ہاں نادر الوقوع ضرور ہیں یہی حال حضرت مسیح ناصری کی پیدائش کا ہے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بن ماں اور باپ قانون قدرت کے خلاف نہیں سمجھی جاتی۔ تو کیا وجہ ہے کہ بن باپ پیدائش کو خلاف قانون قدرت تصور کیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مریم صدیقہؓ کے جواب سے استدلال

فرشتے نے جب حضرت مریم صدیقہ کو لڑکے کی بشارت دی تو انہوں نے کیوں اسوقت خاموشی اختیار نہ کی۔ حالانکہ انکو معلوم تھا کہ عام قانون قدرت کے ماتحت جب انکی شادی ہوگی تبھی لڑکا ہوگا۔ نہ کہ بغیر خاوند کے چھونے کے۔ مگر اُن کا حیران ہوکر یہ کہنا کہ مجھ کو کسی مرد نے نہیں چھوا، بتاتا ہے کہ انکو کشف کے ذریعے بتایا گیا تھا کہ لڑکا بغیر مرد کے چھونے کے ہوگا۔ اگر عام قانون کے مطابق لڑکا پیدا ہونے کی بشارت ملتی تو اس میں حیرانی کی کوئی وجہ نہ تھی۔

حضرت مسیح ناصریؑ کی ولادت بن باپ میں حکمت

عاجز نے عرض کیا ہے کہ نطفہ کے دو کام ہیں۔ ایک کام ... نشوونما پانے اور بڑھنے کی تحریک کرنا ہے۔ اور دوسرا کام پدرانہ خواص بچے میں داخل کرنا ہے۔ یہ حقیقت حضرت مسیح ناصریؑ کے بن باپ پیدا کیئے جانے کے فعل کی حکمت واضح کر دیتی ہے۔ جو یہ ہے:-

بنی اسرائیل کی بار بار کی شوخیوں۔ شرارتوں نافرمانیوں، اور عہد کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اُن سے وہ نعمت چھین لے جس کا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ذریعہ وعدہ دیا گیا تھا (کیونکہ اس میں شرط تھی کہ ظالموں کو یہ نعمت نہ ملیگی) پس اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت کے ساتھ نبوّت کا سلسلہ بنو اسحٰق سے منقطع کر کے بنو اسمٰعیل کو دیدیا۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السّلام اور انکی بیوی بڑھاپے کو پہنچ گئے مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور اس بات کا خطرہ تھا کہ حضرت زکریاؑ کے لاولد فوت ہوجانے پر بنو اسحٰقؑ سے نبوّت کا سلسلہ نکل جائیگا۔ پس بنی اسرائیل کے لئے یہ پہلی تنبیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی کہ خبردار شرارتیں چھوڑ دو ورنہ نبوّت کی نعمت چھن جانے کو ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے موقع دیا۔ اور بڑھاپے میں حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے۔ مگر بنی اسرائیل نے اس تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور شرارتوں میں اور بھی بڑھ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب نبوّت ان سے ضرور چھین لونگا۔ مگر کسی حکمت سے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بن باپ پیدا کر دیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے مردوں میں کوئی اس لائق نہ تھا۔ کہ بنی اسرائیل کا باپ کہلا سکے۔ پس خدا نے ایک پاک اور صدیقہ کے بطن سے نبی کو پیدا کیا۔ جس میں کسی مرد کی صفات کا قطعاً دخل نہ تھا۔ اور پھر آئندہ کے لئے یہ ہُوا کہ حضرت مسیحؑ بھی لاولد فوت ہوگئے۔ (بعض کے نزدیک تو وہ مجرّد ہی رہے اور یہ بھی قطع نسل کی ایک صورت تھی۔ اور بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے شادیاں کیں مگر اولاد نہ ہوئی) بہرحال اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت سے بنو اسحٰق سے اس نعمت (نبوّت) کو چھین کر انکے بھائیوں یعنی بنو اسمٰعیل میں نبوّت کو منتقل کر دیا جس میں ظالموں کے لئے ایک نشان ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عاجز نے اپنی سمجھ اور علم کے مطابق طبّی نقطۂ نگاہ سے پیدائش بن باپ کے عمل پر روشنی ڈالدی ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ کی پیدائش قانون قدرت کے خلاف نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بھولے ہوئے بھائیوں کو اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے اور اس کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین ۔ والسّلام خاکسار۔ محمد شاہ نواز اسسٹنٹ سرجن۔ کاکامری یوگنڈا۔ ملک افریقہ

ویدکا پیش کردہ ایشور

ہم نے تشحیذ الاذہان۔ ریویو آف ریلیجنز۔ اور اپنے مختلف ٹریکٹوں میں وید کے غیر الہامی ہونے پر بہت کچھ لکھا ہے۔ جس پر اب مزید خامہ فرسائی تحصیل حاصل ہے اسلئے ذیل میں مختصراً وید کی اس تعلیم پر کسی قدر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے متعلق اس نے دنیا میں ظاہر کی ہے۔ امید ہے۔ ناظرین اس کا بنظر غور مطالعہ فرمائینگے۔

ایشور ثابت بالذات نہیں

آریہ سماجی نقطۂ نگاہ سے جب ہم وید کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایشور کے متعلق سب سے پہلی بات جو کھٹکتی ہے وہ اس کا ثابت بالذات نہ ہونا ہے حالانکہ یہی وہ امر ہے جسپر الہامی کتاب کا روشنی ڈالنا ضروری اور لابدی ہے۔ اور اس کا فرض ہے کہ وہ ایسے دلائل بیان کرے جو خدا کی نہاں در نہاں ذات کو ثابت کرتے ہوں تاکہ اگر کبھی کسی شخص کا دل اسکے انکار کی طرف مائل ہو تو وہ دلائل نہ صرف اس شخص کو اس راہ سے باز رکھیں۔ بلکہ اس کا قلب نور ایمان سے تاباں بھی کر دیں۔

وید یا اسکے ماننے والے کہنے کو تو بے شک یہ کہیں کہ خدا ہے اور اسی نے دنیا و مافیہا کو خلق کیا ہے۔ مگر جب تک خود اس کتاب کا نازل کرنے والا خدا اپنی ہستی کا یقینی اور قطعی ثبوت نہ دے تب تک دوسروں کی وکالت کسی مصرف کی نہیں۔

اگر وید کا بیان کردہ ایشور واقعی کوئی ہستی رکھتا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ اپنے انا الموجود ہونیکا ثبوت دیتا۔ اور وقتاً فوقتاً اپنے محبوں اور سیوکوں پر ظاہر ہوتا اور انہیں بتلاتا کہ شک نہ کرو میں موجود ہوں۔ اور جس وقت بھی کوئی میرا عابد و زاہد بندہ مجھے پکارتا ہے میں اسکی پکار کو سنتا اور اسکا جواب بھی دیتا ہوں۔ لیکن چونکہ وید کے پیش کردہ ایشور نے ایسا کبھی نہیں کیا اور نہ ہی وہ اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بندوں پر کبھی متجلّی ہُوا۔ اس لئے ہمیں بامر مجبوری کہنا پڑا کہ وید نے جس ایشور کا ذکر کیا ہے وہ حقیقی معنوں میں کوئی ہستی نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک موہوم اور وہمی شے ہے جو دوسروں کی محتاجِ وکالت ہے نہ کہ ثابت بالذات۔

ایشور واحد لاشریک نہیں

وید نے جس ایشور کو پیش کیا ہے وہ نہ صرف اپنی ہستی کا ثبوت دینے سے قاصر ہے بلکہ وہ احد و لاشریک بھی نہیں۔ حالانکہ ہر ایک الہامی کتاب کا اوّلین فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں آکر ہر قسم کے شرک کو مٹائے۔ اور اسکی جگہ خالص توحید کو قائم کرے۔ مگر موجودہ وید جس ایشور کا ذکر کرتا ہے وہ بقول آریہ سماج واحد و یکتا نہیں بلکہ اسکی صفتِ ازلیّت میں دو اور بھی برابر کے شریک ہیں۔ اور یہی وہ امر ہے جو خدائے بے ہمتا اور لاشریک ہونے کے منافی ہے۔ پس جب وید نے بجائے توحید قائم کرنے کے شرک کی تعلیم دی تو ایسی حالت میں اسے خدا کا الہام بتلانا قطعاً جائز نہ ہوگا۔

ایشور خالق نہیں

اسی پر بس نہیں۔ بلکہ وید نے تو ایشور کے خالق ہونے سے بھی انکار کیا ہے۔ کیونکہ جہاں وہ یہ بتلاتا ہے کہ ایشور ازلی ابدی اور غیر مخلوق ہے وہاں رُوح اور مادّہ کو بھی ازلی ابدی اور غیر مخلوق ٹھیراتا ہے اور کہتا ہے کہ ایشور نے رُوح اور مادہ پیدا نہیں کیئے بلکہ اس کا صرف یہی کام ہے کہ اپنے اُن غیر مخلوق دو ہمعصروں کو جوڑ جاڑ دے۔ حالانکہ حقیقی معنوں میں وہی ذات خالق کہلا سکتی ہے جو رُوح مادّہ اور انکے گن کرم سوبھاؤ کو بھی عدم سے نکال کر خلعتِ وجود بخشے۔ لیکن وید نے ایشور کو جس شکل اور صورت میں پیش کیا ہے اس سے وہ انسانوں کی طرح موجد اور صانع تو کہلا سکتا ہے۔ مگر خالق کسی طرح بھی نہیں۔ کیونکہ خالق ہمیشہ وہی کہلائیگا جو کسی چیز کے بنانے میں اور کسی شے یا وجود کا محتاج نہ ہو مگر چونکہ ویدک ایشور دنیا بنانے کے لئے رُوح اور مادّہ کا محتاج ہے اس لئے وہ صانع ہو سکتا ہے خالق نہیں۔

ایشور مالک نہیں

اور جب وہ صحیح معنوں میں خالق نہیں تو پھر اسے مالک بھی نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ جو مالک کی حقیقی تعریف ہے وہ اسی پر صادق آسکتی ہے جو صحیح معنوں میں خالق بھی ہو نہ کہ عام انسانوں کی طرح مجازی مالک۔ وید اور حاملان وید بے شک اسے مالک کہیں مگر جب تک اسکے حقیقی مالک ہونے کا کوئی پختہ ثبوت نہ دیں تب تک وہ صحیح معنوں میں مالک نہیں کہلا سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا میں عام طور پر ملکیّت کی مندرجہ ذیل قسمیں دیکھی جاتی ہیں۔ سماجی دوست بتلائیں ان میں سے کس قسم کا ایشور مالک ہے۔ پھر ہم اس کو سامنے رکھ کر بتلا دینگے کہ وہ رُوح مادّہ کو پیدا کیئے بدوں کسی طرح بھی حقیقی مالک نہیں کہلا سکتا۔

پہلی قسم ملکیّت کی یہ ہے کہ کسی چیز پر ناجائز قبضہ جما لیا جائے۔ مگر کیا آریہ دوست ایشور کے لئے یہ بات روا رکھتے ہوئے تسلیم کرینگے کہ انکا ایشور غاصب ہے؟ اگر ہاں میں جواب دیں تو وہ ایشور ایشور ہی نہیں جو غاصب ہو۔ اور اگر نفی میں جواب دیں تو ثابت ہُوا کہ ایشور کی ملکیّت اس قسم کی نہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ کسی چیز کو خرید لیا جائے۔ مگر یہ قسم بھی ایشور کی ذات کے منافی ہے۔ کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا گیا کہ ایشور نے رُوح مادّہ کسی سے خریدے ہیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ خریدنے سے پہلے وہ انکا مالک نہ تھا۔ اور یہ امر آریہ سماج کسی طرح بھی قبول نہیں کر سکتی کیونکہ ایشور کا ازل سے مالک نہ ہو کر کچھ عرصہ سے مالک ہونا سماجی عقیدہ کی رو سے بھی باطل ہے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ وراثت میں کوئی چیز ملجائے اور بعد میں اس پر اپنا حق ملکیّت جما لیا جائے مگر غور کرنے سے یہ قسم بھی ایشور کی ملکیّت کے شایاں نہیں۔ کیونکہ اگر اسے مانا گیا تو پھر ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرنا پڑیگا کہ ایشور کا بھی کوئی اور ایشور تھا جسکے مرجانے پر اسے رُوح مادّہ بطور وراثت کے ملے۔ اور جب وہ پہلا ایشور مرگیا جبھی یہ مالک ہُوا پہلے نہیں تھا۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ کسی چیز پر پُرانا قبضہ ہو اور قانون انگریزی کے مطابق آخر میں اس پر قابض کا حق ملکیت قائم ہو جائے۔ مگر اس سے بھی ایشور حقیقی مالک نہیں ٹھیرتا۔ کیونکہ اگر پُرانے قبضہ سے ہی وہ رُوح مادّہ کا مالک بنا ہے تو اس کا بالفاظ دیگر مطلب یہ ہُوا کہ موجودہ ایشور نے کسی اور ایشور سے رُوح مادّہ کرایہ پر لئے تھے مگر جب اصل مالک مرگیا تو یہ اسکے قبضہ ہی میں رہ گئے۔ حالانکہ ایشور کے متعلق ایسا قیاس کرنا کفر ہے۔

پانچویں قسم یہ ہے کہ کوئی چیز بخشش میں ملجائے۔ اور پھر اس پر اپنا قبضہ کر لیا جائے۔ مگر اس غنی و حمید ہستی کے متعلق ایسا گمان کرنا بھی حماقت آمیز گناہ ہے۔ کیونکہ اسکا تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ رُوح مادّہ کا اصل مالک کوئی اور تھا جس نے وید کے ایشور کو رُوح مادّہ از راہ بخشش دیدیئے تا کہ یہ ان پر حق ملکیّت جما لے۔

چھٹی قسم یہ ہے کہ خود وہ اشیاء ہی اپنے آپکو کسی کے حوالہ کر دیں۔ مگر یہ آخری قسم بھی ایشور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صادق نہیں آتی کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ کسی زمانہ میں روح اور مادّہ نے بغیر کسی دباؤ کے خود بخود ہی اپنے آپکو ایشور کے حوالہ کر دیا ہو۔ اور اگر بفرض محال اس آخری قسم کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تب بھی ایشور حقیقی مالک کہلانے کا مستحق نہیں۔ کیونکہ حقیقی مالک کی اصل تعریف یہ ہے کہ اسکے بالمقابل مملوک کا کسی قسم کا کوئی بھی حق نہ رہے۔ مگر جو اشیاء یا وجود ایک وقت میں اپنے آپکو کسی کے سپرد کرتے ہیں تو پھر دوسرے وقت وہ اسکی حکومت کا جوا اُتار پھینکنے پر بھی قادر ہو سکتے ہیں لیکن جسکی ملکیت اس قسم کی ناقص ہو وہ حقیقی مالک کیسے سمجھا جائے۔

پس جب یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اقسام سب کی سب ناقص ہیں نہ کہ حقیقی تو ایسی حالت میں تسلیم کرنا ہوگا کہ حقیقی مالک وہی اور واقعی وہی ذات کہلا سکتی ہے جو اپنی مملوکہ اشیاء کی خالق بھی ہو۔ کیونکہ جب تک مملوک اسکی مخلوق نہ ہوگی تب تک اسکی ملکیت بھی ناقص اور دنیاوی ملکیت کی طرح مجازی ہی رہیگی۔

مگر چونکہ ویدک ایشور خالق نہیں اسلئے وہ حقیقی مالک بھی نہیں۔ اور یہ کوئی خوبی نہیں بلکہ نقص ہے۔ چونکہ نقص الُوہیت کے منافی ہے اس لئے ویدک پیش کردہ ایشور حقیقی معنوں میں خدا کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

ایشور قادر نہیں جب ایشور خالق نہیں اور مالک بھی نہیں تو پھر اسے قادر بھی نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ جو ذات مادّہ کا ایک ذرہ بھی خلق کرنے سے عاری ہو وہ کیونکر قادر مانی جا سکتی ہے۔ قادر تو وہ کہلائیگا۔ جس میں ہر قسم کی اعلیٰ قوّتیں موجود ہوں۔ لیکن جب بقول سوامی دیانند جی

"جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم۔ پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں انکی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا" (ستیارتھ صفحہ ۲۴۶)

تو وہ کس طرح قادر و مقتدر کہلایا جانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ویدک ایشور تو اتنی قدرت بھی نہیں رکھتا کہ مادّہ کے جو ذرّات انسانوں کے لئے لایتجزیٰ ہیں ان کے وہ ٹکڑے ہی کر سکے کیونکہ اگر وہ ان کے ٹکڑے کرنے پر قادر ہوتا تو بانی آریہ سماج مادّہ کی آخری حالت کے متعلّق کبھی بھی لایتجزیٰ اور ناقابل تسلیم کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔ ان کا مادہ کی اس لطیف حالت کو ناقابل تقسیم بتانا ثبوت ہے اس امر کا کہ ایشور بھی اس حالت میں پہنچے ہوئے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ ذرّہ کے دو ٹکڑے کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر وہ انکے مزید ٹکڑے کر سکتا تو وہ حادث اور مخلوق ہوتے نہ کہ ازلی ابدی اور غیر مخلوق۔ پس اس کا ان ذرّوں کو مزید تقسیم نہ کر سکنا ہی اسے تہیدست اور ناطاقت ثابت کر رہا ہے جو نہایت ہی حیرت خیز امر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایشور علیم نہیں ایشور کا قادر نہ ہونا دلیل ہے اس امر کی کہ وہ حقیقی معنوں میں علیم بھی نہیں۔ کیونکہ اگر وہ رُوح مادّہ کے کُنہ اور ان کے مخفی در مخفی خواص سے پورا پورا واقف ہوتا تو انہیں وہ بنا بھی سکتا۔ لیکن چونکہ وہ دنیاوی صناعوں اور موجدوں کی طرح مادّہ وغیرہ کے باریک در باریک خواص سے لاعلم ہے اس لئے وہ انسانوں کی طرح کاریگر تو ہے جو مختلف مصالحوں کو لیکر ترکیب دیدیتے ہیں۔ مگر اسے صحیح معنوں میں سُرجن ہار اور خالق نہیں کہا جا سکتا۔

ایشور فاعل بالارادہ نہیں اسے سُرجن ہار اور خالق کہنا تو دُور کی بات ہے ویدک اصولوں کی رُو سے تو وہ عام انسانوں کی طرح فاعل بالارادہ بھی نہیں[۵]۔ جو نہایت ہی تعجّب انگیز امر ہے۔ مقام غور ہے جب وہ فاعل بالارادہ بھی نہیں تو اسکی حیثیت عام انسانوں سے بھی گئی گذری ہوئی۔ یا نہیں۔ ایسی حالت میں اسکی پوزیشن زیادہ سے زیادہ ایک مشین کی سی ہو سکتی ہے جو بغیر اپنے کسی ارادہ اور مرضی کے دن رات چلتی رہتی ہے یا سورج اور چاند وغیرہ کی طرح جو گردش کرنے میں اپنا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

اب سماجی دوست خود ہی بتلائیں جو کتاب ایشور کو ایسے ناقص روپ میں پیش کرے وہ ایشور کا گیان اور خدا کا کلام ہو سکتی ہے؟ کسقدر حیرت زا بات ہے کہ ایک حقیر اور کمزور سے کمزور انسان تو فاعل بالارادہ ہو اور اپنی مرضی سے جب اور جو چاہے کر سکے مگر وہ پاک اور قادر ہستی ایسی کمزور اور ضعیف بتلائی جائے کہ گویا اس میں کسی قسم کی کوئی حسّ ارادہ اور قدرت ہی نہیں کہ جس کام کو جب کرنا چاہے نہ کرے۔

ایشور عالم الغیب نہیں جس طرح وید کا بیان کردہ ایشور خالق نہیں۔ مالک نہیں۔ علیم نہیں۔ فاعل بالارادہ نہیں اسی طرح آئندہ کے حالات بھی نہیں جانتا۔ اور یہ نہ جاننا ایک بھاری نقص ہے۔ کیونکہ اگر اسے عالم الغیب نہ مانا گیا تو پھر اس میں اور عام انسانوں میں ما بہ الامتیاز ہی کیا رہا؟

اگر اس جگہ کوئی سماجی بھائی یہ کہدے کہ ہم ایشور کو عالم الغیب مانتے ہیں تو اسکو چاہیئے کہ اپنے مناظروں سے یہ بات لکھوا دے۔ زیادہ سے نہیں۔ پنڈت رامچندر صاحب دہلوی سے ہی اپنے اس قول کی تائید میں چند الفاظ لکھوا دے۔ جو قطعی ناممکن ہے۔ لیکن اگر مان بھی لیں کہ بعض آریہ سماجی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ایشور کو آئندہ کے حالات کا عالم سمجھتے ہیں تو ایسی حالت میں انہیں اس کا ثبوت وید سے پیش کرنا

---

[۵] آریوں کے مشہور پرچارک سوامی درشنانندجی نے تو یہاں تک لکھدیا ہے "خدا کو فاعل بالارادہ ماننا سراسر جہالت و نادانی ہے" (دیکھئے وید بھاشیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہیئے۔ اور بتلانا چاہیئے کہ وید نے فلاں فلاں جگہ ایشور کے عالم الغیب ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ کیونکہ نری زبانی باتیں قابل تسلیم نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کہ ان کی سند اپنی الہامی کتاب سے نکال کر نہ دکھلائی جا سکے۔

لیکن جہانتک ہم نے ویدوں کا مطالعہ کر کے دیکھا ہے پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وید نے ایشور کے عالم الغیب ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں دیا۔

آریہ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ وید کے کسی منتر کی جھوٹی سچی تاویل کر کے یہ لکھا ہوا دکھلا بھی دیں کہ ایشور تینوں زمانوں کا عالم ہے تب بھی یہ بات ان کے لئے سُود مند نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر انہوں نے ایسا لکھا ہوا کہیں سے دکھلا بھی دیا تب بھی وہ ثبوت کا محتاج ہی ہو گا۔ کیونکہ جب تک دعویٰ کے ساتھ دلیل نہ ہو اسوقت تک کوئی دعویٰ قابل قبول اور لائق تسلیم نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی سماجی دوست کے خیال میں وید کے اندر ایشور کو تریکال درشی لکھا ہوا بھی ہے تو وہ کافی نہیں جس وقت تک کہ وہ اسکی تائید میں ویدوں سے کوئی ثبوت نہ دکھلائے۔ اور وہ ثبوت ہے اظہار غیب اور پیشگوئی۔

پس جو شخص وید کی رُو سے ایشور کو عالم الغیب سمجھتا ہے وہ وید ہی سے کوئی پیشگوئی بھی نکال کر دکھلائے۔ جس میں زمانہ آئندہ کے متعلق کوئی بات کہی گئی ہو اور وہ وقت مقررہ پر پوری ہوئی ہو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو ایشور کو عالم الغیب ثابت کر سکتی ہے۔ ورنہ مُنہ سے کہدینا اور قلم سے لکھ دینا ایشور کو عالم الغیب ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔

پیشین گوئی ہی وہ دلیل ہے جس سے ایشور کا عالم الغیب ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ جب وید اس قسم کے روشن دلائل اور یقینی ثبوتوں سے تہیدامن ہو تب کس طرح محض اسکے کہدینے ہی سے ایشور کو عالم الغیب مان لیا جائے؟

اگر کوئی وید سے ناواقف بات بنانے کے لئے کہہ اُٹھے کہ وید میں پیشگوئیاں موجود ہیں تو اسے چاہیئے کہ زیادہ نہیں کم از کم دو تین تو نکال کر دکھا دے جو وقت مقررہ پر حرف بحرف پوری ہو گئی ہوں۔ لیکن ایسے ناواقف اور خیالی باتوں سے خوش ہونیوالے منتر کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ جس کتاب کو تم خدا کا گیان بتلاتے ہو وہ یقیناً یقیناً اس قسم کے یقینی۔ نمایاں اور روشن ثبوتوں سے خالی اور تہیدست ہے اعتبار نہ آئے تو اپنے ہی ایک پنڈت کا مندرجہ ذیل اقراری بیان پڑھ لو۔ سنو اور غور سے سنو! پنڈت لیکھرام صاحب ایک پادری کے اس قسم کے ایک قول کو نقل کر کے کیا جواب دیتے ہیں:۔

"پادری۔ چاروں ویدوں میں پیشگوئی کا نام و نشان نہیں ملتا بلکہ ایسا کوئی ذکر ہی نہیں ملتا جس کو استقبال سے کچھ مَس ہو،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آلہ بیہ۔ یہ قول آپ کا درست ہے۔ کسی آریہ کو اس سے انکار نہیں۔" (کلیات آریہ سافر صفحہ ۳۱۳ کالم ۲)

پس جب بقول پنڈت لیکھرام ویدوں میں کسی قسم کی کوئی بھی پیشگوئی نہیں۔ تو پھر کس طرح بغیر کسی ثبوت کے ویدک ایشور کو محض وید یا حامیان وید کے کہدینے سے عالم الغیب مان لیا جائے۔ چونکہ ویدک ایشور اپنے عالم الغیب ہونیکا ثبوت نہیں دے سکا اسلئے وہ عالم الغیب بھی نہ ٹھیرا۔ اور جس کتاب میں اس قدوس اور علام الغیوب ذات کو نہایت ہی کمزور۔ تہی دست۔ اور بے علم بتایا گیا ہو وہ کیونکر الہامی اور ایشوری گیان کہلا سکتی ہے۔

اُمید ہے۔ آریہ سماجی دوست اس مختصر سے مضمون پر بے لاگ ہو کر غور کرینگے ÷

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

جماعت احمدیہ کی چند خصوصیات

اس ظلمت کے زمانہ میں جبکہ مذہب کی حقیقت گم ہو چکی تھی۔ مذہب کی طرف منسوب ہونیوالے عموماً مذہب کو بدصورت شکل میں پیش کر رہے تھے۔ اور مادیت کے فریفتہ مذہب کو حقارت کی نگہ سے دیکھتے تھے اللہ تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت اور اس کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک جماعت پیدا ہوئی جو از سرِ نو مذہب کی حقیقت قائم ہوئی اور از سرِ نو دنیا کے خالق و مالک کو پہچان کر اسکی حمد کامل کے گیت گاتی ہوئی احمدی کہلائی۔ چند خصوصیات اس جماعت کی ذیل میں درج کی جاتی ہیں :-

(۱)

پہلی خصوصیت اس جماعت کی یہ ہے۔ کہ خدا کی ذات کی محبت سے اس کے دل بھرے ہوئے ہیں۔ جسطرح ایک مجازی عاشق اپنے محبوب سے محبت کرتا ہوا اپنے آپ کو گداز پاتا ہے اسی طرح ہاں اس سے کہیں بڑھ کر (ہاں تعدد بڑھ کر کہ عشق مجازی کی تشبیہ سے بھی اس محبت حقیقی کی ہتک ہوتی ہے) یہ جماعت اللہ کی محبت سے مخمور ہے۔ اس نے صرف وہ خدا سنا ہی نہیں جو کہ پچھلے وقتوں میں اپنی ذات اور صفات کاملہ کو معجزانہ نشانوں سے ظاہر کیا کرتا تھا بلکہ وہ خدا دیکھا بھی ہے جو اب بھی قدرت کے نشانوں سے اپنا حسن و جمال دکھاتا ہے اور اب بھی اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے محبت نے محبت کو پیدا کیا۔ عاشق کو حقیقی محبوب مل گیا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲)

یہ جماعت مذہبی باتوں کو محض بطور قال کے نہیں بلکہ بطور حال کے حاصل کرنے کی تڑپ رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ احمدیت کے ابراہیمی پرتو کی وجہ سے اپنے رسولؐ اور اسکی جماعت پر اسی برکت اور رحمت کے نزول کی طالب ہے جو کہ حضرت ابراہیمؑ اور انکی جماعت پر اللہ نے نازل فرمائی تھی۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم۔ اور وہ برکت اور رحمت کیا تھی۔ وہ رحمت اور برکت وہ تھی جو کہ حضرت ابراہیمؑ نے ربّ ارنی کیف تحی الموتیٰ کے الفاظ میں مانگی تھی یعنی اے اللہ بیشک تُو مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے بلاشبہ بیشمار افراد اور اقوام نے تجھ سے زندگی پائی اور مَیں تیری صفت محی الاموات پر ایمان لایا۔ مگر میرے لحاظ سے تو یہ سب قال کا حکم رکھتا ہے۔ مجھے تو تب اطمینان ہوگا جب میرے حال پر تیری نظر ہو اور تُو مجھے میری قوم کی زندگی کا نظارہ دکھائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نام ابراہیمؑ بھی تھا جس کے پرتَو سے جماعت احمدیہ اپنے آپ کو صفات باری تعالیٰ کے حالی طور پر مورد بنانے کے بغیر اطمینان نہیں پاتی ؎

(۳)

یہ جماعت انبیاءؑ اور اولیاء کی محض زبانی تعریف پر ہی اکتفاء نہیں کرتی بلکہ ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی نیکی اور تقویٰ کو ورثہ میں لینے کی کوشش کو بھی اپنے لئے ضروری سمجھتی ہے۔ خود اسکے مولیٰ نے اس کو یہ دُعا سکھائی ہے کہ اھدنا الصّراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے مولیٰ ہم کو بھی اسی سیدھے رستہ پر چلائیو جس پر وہ لوگ چلے جن پر نبوّت اور ولائیت کی نعمتیں نازل ہوئیں۔ جہاں اور لوگ انبیاءؑ اور اولیاء کی محض زبانی تعریف کے پُل باندھنے پر ٹھیر جاتے ہیں وہاں اس جماعت کا قدم آگے نکلتا ہے اور اپنے دلوں اور روحوں کے آئینوں کو صیقل کرکے انبیاءؑ اور اولیاء کے حُسنوں کی تصاویر کو لیکر ان کی تعریف اور سچّی خدمت کا حق ادا کرنیکی آرزو رکھتی اور مولیٰ سے دُعا کرتی ہے ؎

(۴)

سب کی جنّت مرنے کے بعد۔ مگر یہ جماعت اسی دنیا میں جنّت کی خواہاں ہے۔ اسکو صرف مرنے کے بعد ہی کی جنّت کی امید کا نہیں بلکہ اسی دنیا میں بھی جنّت اور زندگی حاصل کرنیکا سبق دیا گیا ہے۔ ولمن خاف مقام ربّہٖ جنّتان۔ یہ جماعت اپنے اعمال کے ثمرات وہ ثمرات جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے خاص پرتَو کے نتیجے میں خاص آسمانی برکت اپنے اندر رکھتے ہوں اسی دنیا میں حاصل کرنیکی خواہش اور مولیٰ سے التجا کرتی ہے۔ جنّت کا دودھ علم اور معرفت الٰہی کے رنگ میں اسی دنیا میں پینا چاہتی ہے جنّت کی شراب یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مئے وصل الٰہی سے اسی زندگی میں مخمور رہنا چاہتی ہے۔ راتوں کے اندھیرے اور جنگل کی تنہائی میں مولیٰ کے حضور گریہ و زاری کرنے میں وہی لذت حاصل کرتی ہے جو کہ مرنے کے بعد کی جنت میں حوروں کی ملاقات سے حاصل ہوگی وذالک فضل ربہا العظیم ؕ ٭

(۵)

یہ جماعت خدا کے سارے انبیاءؑ کو بلا استثناء ماننے میں بھی دنیا کی دیگر جماعتوں سے خصوصیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس جماعت کا مقصود کسی نبی کی ذات نہیں بلکہ محض خدا کی ذات مقصود ہے۔ اور خدا کی آواز کا خواہ وہ آواز کسی زمانے کسی ملک اور کسی قوم میں بھی آئے جواب دینا یہ جماعت لازمی یقین کرتی ہے۔ خدا کے ایک نبی کو ماننا اور ایک کو نہ ماننا اور پھر خدا کی اطاعت کا دعویٰ کرنا اس کی سمجھ سے بالا ہے۔ حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ حضرت کرشنؑ حضرت بدھؑ حضرت زرتشت جو فارس میں آئے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت داودؑ و سلیمانؑ یعقوبؑ اسحٰقؑ اسمٰعیلؑ حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور سب نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب پر ایمان لانیوالی ہے۔ اور یہ جماعت خدا کے اس زمانے کے نبی حضرت احمد پر بھی ایمان لانیوالی ہے جو سب انبیاءؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی لائی ہوئی کامل صداقت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے آیا۔ زمانہ اور قوم کی تنگ خیالیوں سے بالا۔ یہ جماعت واسع خدا کے تعلق کی وجہ سے وسیع الخیال ہے۔ اگر خدا کی مصلحت آئندہ بھی کسی نبی کی معرفت دنیا کو صداقت کی طرف بلانے کے لئے خدائی آواز کو بھیجیگی تو اسپر لبیک کہنے کو بھی یہ جماعت فرض سمجھتی ہے۔ لا نفرّق بین احد منہم ونحن لہٗ مسلمون ٭

(۶)

احمدی جماعت نہ صرف تمام مذاہب کے انبیاءؑ پر خلوص دل سے ایمان لاتی بلکہ اقوام کے دیگر پیشواؤں کو بھی ادب کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ جس نے بھی دنیا کی مادی علمی اخلاقی تمدنی ترقی میں کوئی بھی حصہ لیا اس جماعت کی نظر میں وہ گروہ انبیاءؑ ہی کے اغراض کے کسی نہ کسی جزو کی مدد کرنیوالا ہے اور اس لحاظ سے قابل احترام ہے ٭

(۷)

دیگر اقوام کے وہ بُت جن کی وہ پرستش کرتے ہوں اور وہ لیڈر جن کو وہ قابل احترام سمجھتے ہوں خواہ اس جماعت کے نزدیک وہ حق پر نہ ہوں پھر بھی یہ جماعت اُن کو بھی کلام الٰہی کی تعلیم کے مطابق بے عزتی اور تحقیر کے رنگ میں ذکر کرنے کو مکروہ خیال کرتی ہے۔ یقیناً اس طریق پر کاربند ہو کر دنیا کی بدامنی کے ایک بڑے پہلو کو یہ جماعت رد کرنے والی ہے۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۸)

یہ جماعت صرف اپنے ہم مذہبوں ہی سے نہیں۔ صرف اپنے ملک اور صرف اپنی قوم کے ہی لوگوں سے نہیں بلکہ سب انسانوں سے اور سب قوموں سے محبت کرنیوالی ہے۔ کیونکہ جس بادشاہ کا دامن اِس نے پکڑا ہے وہ کسی خاص قوم یا صرف انہی کی قوم کا ربّ نہیں بلکہ تمام قوموں کا ربّ ہے۔ ربّ العٰلمین۔ یہ گوروں سے بھی محبت کرتی ہے اور کالوں سے بھی۔ مساوات حقیقی کی صرف یہی ایک جماعت گرویدہ ہے۔ یہ اونچی ذات والوں سے بھی تعلق رکھتی ہے اور نیچ اقوام کو اُبھارنا بھی اپنا فرض سمجھتی ہے۔ ملک اور قوم اور رنگ کے بچوں والے قیود سے یہ جماعت آزاد ہے ؛

(۹)

یہ جماعت امن پر فریفتہ ہے۔ خانگی اور شہری معاملات میں بھی امن سے رہتی ہے تعلقات بین الاقوام کے لحاظ سے بھی اعلیٰ امن کے اصولوں پر کاربند ہے۔ لڑائی اور فساد کی راہوں سے بچتی ہے۔ امن کو اپنے آرام اور عزت۔ بلکہ جان کی قربانی پر بھی ترجیح دیتی ہے۔ قوموں کے بچوں کی طرح چھوٹے چھوٹے امور پر لڑنے اور جھگڑنے کے طریقوں سے اجتناب کرتی ہے۔ گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کو مذہبی فرائض میں شمار کرتی ہے خواہ وہ اپنے ہم مذہبوں یا اپنے ہم قوموں کی ہو یا غیر مذاہب اور غیر اقوام کے ہاتھ میں ہو۔ بغاوت کی تمام راہوں سے بچتی ہے۔ اپنے جائز حقوق کی قربانی سے بھی امن کو قائم رکھنا ضروری سمجھتی ہے۔ منتظمین حکام اور افسروں کی اطاعت کا اپنے آپکو پابند بناتی ہے۔ ایجی ٹیشن اور سٹرائیک کے پریشان کن طریقوں کو گناہ خیال کرتی ہے۔ ان اللہ لا یحبّ الفساد؂

(۱۰)

ایک خصوصیت اس جماعت کی یہ ہے کہ مذہب کی جبری اشاعت کے خیال کو بے معنی خیال کرتی ہے مذہب کی فتح دلوں کی فتح ہوتی ہے اور ایسی فتح کے لئے جبر کا کام آنا ناممکن ہے۔ دین میں جبر ہو ہی نہیں سکتا۔ لا اکراہ فی الدّین۔ نہ صرف تلوار و بندوق کے جبر کو بلکہ زبان اور قلم کو جبر کا آلہ بنانے کو بھی ناجائز خیال کرتی ہے۔ غیر مذاہب والوں کو گالیاں دینا اور ان پر ذاتی حملے کرنا درحقیقت ان افعال کے مرتکب کے دل کی جبریہ خیالات سے بھرے ہوئے ہونے کی حالات کو ہی ظاہر کرتے ہیں۔ اشاعت مذہب میں یہ جماعت صرف ایک اور ایک ہی زرین اصول کی قائل ہے یعنی غیروں پر حملہ کئے بغیر اپنے مذہب کی خوبیوں کا بیان کرتے رہنا۔ حقیقی خوبی اور ہدایت بدصورتی اور گمراہی سے خود ظاہر ہو جائیگی۔ قد تبین الرشد من الغی ؛

(۱۱)

یہ جماعت غیر مذاہب کے لوگوں کا ان کے جائز اعمال میں کامل آزادی کا حق تسلیم کرتی ہے۔ خواہ وہ اعمال اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے مذہب کے کس قدر بھی مخالف کیوں نہ ہوں۔ اگر ایک چیز کا کسی قسم کا استعمال اسکے اپنے مذہب میں ناجائز ہو تو کسی غیر مذاہب کے پیرو کا اس چیز کو اُس کے اپنے مذہب کے مطابق جائز طور پر استعمال کرنا اس جماعت کے لئے ہرگز ہرگز ناراضگی کا باعث نہیں ہوسکتا۔ لکم دینکم ولی دین ؛

(۱۲)

یہ جماعت بُرے انسانوں کو نہیں بلکہ ان کی بُرائی کو نفرت کا مستحق سمجھتی ہے۔ بدی سے نفرت مگر بد سے نہیں۔ خواہ کوئی شخص کسقدر بھی بدی سے ملوّث ہو اس سے نفرت کرنا اور ترک کرنا اس جماعت کے نزدیک ہرگز پسندیدہ امر نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھ ہمدردی اور محبت رکھنے اور اسکو بدی سے بچانے کی کوشش کو ترک نہ کرنے میں ہی یہ جماعت دنیا کی فلاح دیکھتی ہے۔ ہاں مگر بدی کو جڑ سے اکھاڑنا اور نیست و نابود کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان ؛

(۱۳)

قومیّت کے ساتھ نجات اور فلاح کو وابستہ نہ کرنے میں بھی یہ جماعت خصوصیّت رکھتی ہے۔ اور ہر شخص کے ذاتی اعمال کو ہی آسمانی فضل کے جذب کا ذریعہ سمجھتی ہے خواہ وہ کسی قوم سے بھی ہو۔ ممکن ہے کہ سچے مذہب کی طرف منسوب ہونیوالی قوم کا ایک فرد بباعث اپنی غفلت اور نقص اعمال کے خدا کی رضا کو حاصل نہ کرسکے۔ اور ہوسکتا ہے کہ جھوٹے مذہب کی طرف منسوب ہونیوالی قوم کا کوئی فرد اپنی خالص توجہ الی اللہ اور سچی اور صحیح کوشش کی وجہ سے خدا کی نظر میں اس لائق ٹھیر جائے جو خدا اپنے فرشتوں کی معرفت اسکو صحیح راستہ دکھا کر اسکو اس پر چلنے اور آخر کار نجات اور فلاح کے حصول میں کامیاب بنادیوے۔ ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنّصارٰی والصّابئین من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وعمل صالحًا فلھم اجرھم عند ربھم ط ؛

(۱۴)

بدی کو ہر جگہ بدی ہی سمجھنے میں بھی اس جماعت کو امتیاز حاصل ہے۔ خواہ وہ بدی غیر مذہب یا غیر ملک یا غیر قوم میں ہو یا اپنے ہم مذہبوں یا اپنے ملک یا اپنی قوم میں ہو۔ محض اس خیال سے کہ فلاں بدی کا مرتکب اسکی اپنی قوم کا فرد ہے یہ اُسکو مجرم گردانتے اور اسکے ساتھ مجرموں والا سلوک کرنے سے ہرگز پرہیز کریگی۔ اہل بصیرت دیکھ سکتے ہیں کہ آج دُنیا کی مہذّب کہلانے والی قوموں میں بھی اس امر کے مفقود ہونے کی وجہ سے کتنی سیاسی کش مکش ہو جاتی ہے۔ لا یجرمنّکم شناٰن قوم علٰی ألّا تعدلوا ط ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۵)

نیکی کو یہ جماعت ہر جگہ ہی نیکی سمجھتی ہے۔ خواہ اپنی قوم میں ہو خواہ غیر قوم میں ہو۔ غیر قوم کی خوبی کے عدم اعتراف کو یہ جماعت نیکی کی محبت پر قومیت کی محبت بے جا کو ترجیح دنیا شمار کرتی ہے اور نیکی سے محرومیت کے اس طریق کی سخت دشمن ہے۔ خوبی خواہ کسی قوم میں بھی ہو اسکو اخذ کر کے اپنے اندر جذب کرنے کو فرض سمجھتی ہے۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا؛

(۱۶)

مذہبی کتب کو یہ جماعت حقیر اور فضول نہیں جانتی جو انکو ایک خاص گروہ یعنی مُلّانوں کے سپرد کر کے خود ان کے مطالعہ کو ضروری نہ سمجھے۔ بلکہ اپنے ہر فرد چھوٹے بڑے جوان بوڑھے اور بچے اور مرد اور عورت پر فرض مقرر کرتی ہے کہ ہر شخص مذہبی علوم کو سیکھے۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے طریق کو یہ جماعت مذہبی علوم کی ترقی کا قاطع یقین کرتی ہے؛

(۱۷)

دنیا کے ظاہری علوم سائنس طبیعیات طب تاریخ وغیرہ کو سیکھنے رائج کرنے اور ترقی دینے کو بھی یہ جماعت مذہبی فرائض میں شامل سمجھتی ہے۔ یہ جماعت اس الہامی کتاب کو ماننے والی ہے جو بار بار اپنے پڑھنے والے کو لقوم یتفکرون لقوم یعقلون وغیرہ کے الفاظ میں ہر قسم کے علوم میں غور و فکر کرتے رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ تمام ظاہری علوم کو یہ جماعت الہامی علوم کا خادم سمجھتی ہے نہ کہ ان کا مخالف۔ اس جماعت کے وہ نوجوان جو کہ ظاہری علوم میں مہارت رکھتے ہوں اَن پڑھوں سے زیادہ مذہب کے عاشق ہیں کیونکہ جوں جوں وہ الذین یتفکرون فی خلق السموات والارض پر عمل کرتے ہیں توں توں زیادہ ہی زیادہ اس بات کے اقرار پر مجبور ہوتے چلے جاتے ہیں کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً۔ سبحانک؛

(۱۸)

اس بات میں بھی اس جماعت کو خصوصیت حاصل ہے کہ نہ صرف اپنے مذہب بلکہ ہر مذہب اور ہر خیال کی کتب کا مطالعہ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ یہ جماعت اس رسول کی تابع ہے جس نے صرف علم الدین نہیں بلکہ علم الادیان کے حصول کی تلقین فرمائی۔ تنگدلی اور تعصب ہمیشہ مذہب اور صداقت کے علم کو روکتی ہے؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۹)

یہ جماعت صداقت کی سچی عاشق ہے۔ صداقت خواہ اسے اپنے آباء کے خیالات کے مخالف اور برادری کی رسوم اور قوم اور ملک کی رسوم کی قربانی ہی سے کیوں نہ ملتی ہو اسے پیاری معلوم ہوتی ہے۔ مالی اور جانی اور عزت کی قربانی بھی اس کو صداقت کے اقبال سے پیچھے نہیں ہٹا سکتی للصابرین الصادقین

(۲۰)

یہ جماعت توہم پرستی کا نام مذہب نہیں رکھتی۔ بلکہ صداقت اور بادلائل صداقت کی گرویدہ ہے۔ مذہبی دنیا میں دو گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو تعصب اور توہم پرستی کی وجہ سے نئی بات کا سننا بھی برداشت نہیں کرتے۔ دوسرے وہ جو مذہب کو آثار بودہ خیال کر چکے ہیں کہ "ہر نئی روشنی" کی بات کو لازماً صدق تسلیم کر لینے کا شیوہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ جماعت ان دونوں حدوں کے بین بین چلنے والی ہے۔ اُمۃً وسطاً۔ یہ صرف انہیں باتوں کو تسلیم کرتی ہے جو بادلائل ثابت ہوں۔ بغیر دلائل کے یہ جماعت کسی بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتی خواہ وہ بات مذہبی کہلانے والوں کی طرف سے پیش ہو اور خواہ مذہب کے منکروں کی طرف سے۔ یہ جماعت کتاب الحکیم کی ماننے والی ہے جس کی کوئی بات بھی دلیل اور حکمت سے خالی نہیں ؁

(۲۱)

عورتوں کو یہ جماعت وہ اعلیٰ عزت کا مقام دیتی ہے جو دنیا کی اور کوئی جماعت بھی مذہبی یا غیر مذہبی یہ مقام نہیں دیتی۔ ایک طرف یہ جماعت عورت کو کسی لحاظ سے بھی مردوں سے پیچھے نہیں رکھنا چاہتی بلکہ دنیا کی علمی تمدنی مالی ذہنی دینی دنیاوی اخلاقی روحانی ہر قسم کی ترقی کیلئے مرد کے ساتھ ساتھ چلانا ضروری سمجھتی ہے۔ مگر دوسری طرف یہ عورت کو بظاہر اس بالا مقام سے۔۔۔۔۔ بھی محفوظ رکھنا چاہتی ہے۔ جو بظاہر عورت کو بہت آزادی دیتا اور مردوں میں کھلے منہ خلا ملا کی اجازت دیتا ہے۔ مؤخر الذکر تمام طریقوں کو یہ جماعت عورت کی عفت اور حقیقی عزت کے خلاف سمجھتی ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ؁

(۲۲)

ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ جماعت دنیا سے دل نہیں لگاتی۔ دنیا کی بے ثباتی اسے اسکو اپنا مقصود ٹھیرانے سے روکتی ہے۔ اصل مقصود دین ہے مگر دنیا سے دل برداشتہ ہونیکے باوجود یہ جماعت ہر جائز دنیاوی کاموں میں پورا حصہ لیتی ہے۔ لیکن اس طریق سے جو اسکا ہر دنیاوی کام بھی دینی رنگ اختیار کر لیتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انما الاعمال بالنیات۔ روزی کمانے۔ عزت کے قائم کرنے۔ علم حاصل کرنے۔ بیاہ شادی کرنے سیاسی اور تمدنی ترقی میں کوشش کرنے وغیرہ تمام بظاہر دنیاوی اعمال کو لیکر ان تمام کو دین کا خادم بنا لیتی ہے۔ یہ اس رسول کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی متبع ہے جو اس لحاظ سے بھی اسوہ حسنہ تھا جو اسکا شیطان (یعنی دنیا) بھی مسلمان ہوگیا تھا۔ اسکے ہاتھ دنیا کے کام میں مگر اس کا دل خدا کی یاد میں محو ہوتے ہیں۔ الذاکرین اللہ کثیراً ؛

(۲۳)

یہ جماعت محض اللہ کی رضا کی خاطر اور اسی کے محبت کیلئے اور سچائی کے پیار کے لئے دنیا کی ساری بڑی اور چھوٹی قوموں کو آسمانی صداقت کی طرف بلاتے رہنے کی بے نظیر تڑپ اپنے اندر رکھتی ہے۔ بادشاہوں کو بھی صداقت کی دعوت دیتی اور رعایا کو بھی الٰہی محبت کے سلسلہ میں بلانے میں مصروف رہتی ہے۔ اس کو ایسا نادر جاتی جوہر ملا ہے۔ اور ایسا خزانہ نصیب ہوا ہے۔ جو سچی تڑپ کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ دنیا کو بلانے پر اختیاری کے رنگ میں اپنے آپ کو مجبور پاتی ہے۔ یدعون الی الخیر ؛

(۲۴)

اللہ کے رستے میں کام اور خدمت کی وہ بے نظیر تڑپ رکھتی ہے۔ جو معجزانہ رنگ اس میں نظر آتا ہے۔ اس رستے میں خدمت اور عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق سے بھی اس کا دل محبت کے چشمہ سے سیر نہیں ہوتا۔ یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ؛

(۲۵)

موت سے یہ جماعت نہیں ڈرتی۔ ہاں صرف اس بات سے ڈرتی ہے۔ کہ ایسی حالت میں موت نہ آجائے۔ جبکہ ابھی اللہ کے رستے میں قربانی اور خدمت کی کمی رہ گئی ہو۔ اور اگر فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے کے کام میں موت آجائے تو ایسی موت سے نہ صرف یہ کہ ڈرتی نہیں بلکہ اسے نعمت غیر مترقبہ یقین کرتی ہے۔ بھلا اس مرنے سے اور کونسی چیز زیادہ پیاری ہوگی۔ جو معشوق کی خاطر اپنے اوپر وارد ہو اور جس موت کے دروازے سے گذر کر محبوب کی ملاقات میسر آئے ؛

بلحاظ اس کے کہ آسمانی محبت دنیا سے مفقود ہو چکی ہے۔ اور موجودہ اقوام دنیا کی حالت روحانی موت کے مترادف ہے۔ فی زمانہ اس جماعت کی مندرجہ بالا صفات خصوصیات سے ہیں۔ مگر بلحاظ اسکے کہ ہر نبی کے وقت آسمانی زندگی پانیوالی جماعت میں کم و بیش تمام یہ باتیں ہوتی تھیں۔ یہ جماعت مخصوص نہیں ہے۔ ان صفات میں سب سے بڑھکر قدم رکھنے والی وہ جماعت تھی جو حضرت خاتم النبیین کے زمانہ اول میں خدا کی پاک بیت سے قائم ہوئی تھی اور احمدی جماعت انہی کی اقتداء کرنا اپنا فخر سمجھتی ہے ؛ خاکسار بدرالدین احمد ایم بی بی ایس اسسٹنٹ سرجن منگاڈی سوڈ آمینی منگاڈی افریقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحفۃ المتشیعین (نمبر ۲)

اہل البیت و آلِ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم

کون لوگ ہیں؟

ناظرین باتمکین کی خدمت میں واضح ہو کہ قرآن کریم کے پارہ ۲۱ سورہ احزاب میں ایک آیت ہے جسکو آیہ تطہیر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا - اور نمازوں میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں یہ الفاظ آتے ہیں اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلےٰ آل محمد اور اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد - اب سوال یہ ہے کہ آیت تطہیر کے لفظ اہل البیت اور درود شریف کے لفظ آل محمدؐ سے مراد کون لوگ ہیں؟ سُنّی کہتے ہیں کہ آیت تطہیر ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسلئے لفظ اہل البیت مندرجہ آیت مذکورہ سے مراد درحقیقت ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر چونکہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہے اور تفسیر القرآن کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ خاص سبب نزول پر آیت کے حکم کا انحصار نہیں ہوتا بلکہ عموم لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور اس آیت کے مصداق قیامت تک جو لوگ ہوں وہ سب اس میں داخل ہوتے ہیں اسلئے تمام پاک مومنات تبعاً اس میں داخل ہیں۔ اور چونکہ اہل کا لفظ مذکر ہے اسلئے یہ لفظ جب عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے تو ضمیریں مذکر لائی جاتی ہیں۔ نیز جب یہ لفظ عورتوں اور مردوں دونو کے لئے بولا جاتا ہے تو زبان عربی کے قاعدہ تغلیب کے لحاظ سے اس لفظ کے ساتھ ضمیریں مذکر لائی جاتی ہیں۔ چونکہ آیت زیر بحث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بر قاعدہ تغلیب داخل اور متبوع و مطاع جملہ ازواج مطہرات ہیں اسلئے تمام مومنین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے اور فانی فی الرسول کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں وہ بھی تا قیامت لفظ اہل البیت مذکور میں داخل ہیں اور جن مقدس ہستیوں کے کمال ایمان پر نظر ڈالکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اہل البیت میں داخل کرنے کے لئے دعا فرمائی یا جن کی شان میں یہ لفظ زبان وحی ترجمان پر جاری ہوا وہ بزرگ بھی لفظ اہل البیت مذکور میں داخل ہیں۔ اسی بنا پر حضرت مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

از سمرقند و بخارا یا رئیم ⁂ نے مزاج آب و گِل نسل وئیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خم مل ہر جا کہ جوشد ہم مل است ✤ شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل است

یعنی قرب الی اللہ کے لحاظ سے صرف گوشت پوست کے رشتوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی تعلق پر مدار ہے اسلئے ہر مومن جو فانی فی اللہ اور فانی فی الرسول ہو خواہ وہ سمرقند بخارا کا رہنے والا ہو یا رے کا مقیم غرض کہیں کا ہو بلا لحاظ جسمانی رشتہ کے اُس روحانی تعلق کے اعتبار سے جو اُسکو آنحضرت صلعم کی ذات مبارک سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل میں داخل ہے۔ جس طرح شراب کہیں جوش زن ہو شراب ہے اور شاخ گل کہیں اُگے شاخ گل ہی کہلاتی ہے۔ عقل سلیم بھی یہی شہادت دیتی ہے کہ چونکہ خدا رب العالمین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اسلئے آپکے روحانی فیض کی وسعت عالمگیر ہونی چاہیئے۔ اور تجربہ بھی اسی بات پر گواہ ہے۔ آل چونکہ نحویین اور اہل لغت کی تحقیق کے مطابق لفظ اہل کی دوسری صورت ہے کیونکہ آل کی تصغیر اُھَیل آتی ہے اور تصغیر کا قاعدہ ہے کہ وہ اسماء کو اصل صورت پر لیجاتی ہے اسلئے لفظ آل کی تشریح بھی وہی ہے جو لفظ اہل کی ہے پس درود شریف میں جو لفظ آل محمد ہے اُسکے معنی بھی وہی ہیں جو لفظ اہل البیت مذکور کے معنی ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ آیت تطہیر آنحضرتؐ۔ جناب علیؓ۔ فاطمہؓ۔ و حسنینؓ کی شان میں نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات موصوفین کو ایک کملی اوڑھا کر فرمایا کہ اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اسلئے یہی لوگ آیت تطہیر کے شان نزول اور درحقیقت اہل بیت ہیں۔ اس عقیدہ پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ پھر باقی نو امام جنکو شیعہ اہلبیت اور معصوم و مفترض الطاعۃ مانتے ہیں وہ اہلبیت سے خارج ہوئے اسکے جواب میں شیعوں کے محققین نے ایک قاعدہ وضع کیا ہے جو صاحب شافی شارح کلینی نے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ ”ان اھلبیت کل نبی اوصیاءہٗ“ یعنی ہر نبی کے اہلبیت اسکے اوصیاء ہوتے ہیں پھر اس قاعدہ کی بناء پر یہ دو روایتیں وجود پذیر ہوئیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب علیؓ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ انہوں نے حضرت حسنؓ کو اسی طرح سلسلہ وار بارھویں اور آخری وصی محمد بن حسن عسکری مقرر ہوئے جو بچپن سے اب تک روپوش ہیں اور کسی زمانہ میں خروج کرکے سُنّیوں سے بدلہ لینگے۔ پس یہ نو امام اس قاعدہ کی بنا پر اہلبیت نبیؐ میں داخل ہوئے مگر اس عقیدہ پر پہلے سے بھی کچھ زیادہ سخت اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ چونکہ اوصیاء میں داخل نہیں اسلئے وہ اہلبیت نبویؐ سے خارج ہوئیں اس اعتراض کے جواب میں شیعہ صاحبان عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ شافی میں قاعدہ مذکورہ کے آگے لکھا ہے وعلی ھذا یمکن دخول فاطمۃ فی اھلیۃ باعتبار انھا وسیلۃ وصایۃ اھل البیت یعنی قاعدہ مذکورہ کی بنا پر حضرت فاطمہؓ داخل اہل بیت نبویؐ نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ اوصیاء میں سے نہیں مگر اس اعتبار سے کہ وہ وصایۃ اہل البیت کا وسیلہ یعنی ام الائمہ ہیں ممکن ہے کہ اہل بیت میں داخل ہوں مگر اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وسیلہ وصایت کے قاعدہ کا بھی پورا نباہ نہیں ہوسکتا کیونکہ اوصیاء میں تو حضرت علیؓ بھی داخل ہیں بلکہ اوّل الاوصیاء ہیں اور باینہمہ جناب فاطمہؓ کے شوہر ہیں تو مجبور ہو کر کہتے ہیں کہ یمکن ان لا تکون داخلۃ فی اھل البیت (دیکھو شافی اخر فقرہ عبارت محولہ بالا) یعنی ممکن ہے کہ حضرت فاطمہؓ اہلبیت نبیؐ میں داخل نہ ہوں اس جواب پر بعض سُنّی ظرافتاً کہتے ہیں کہ شیعوں کی کتب اربعہ میں سے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے بلّی کی نسبت فرمایا۔ ان علیّا قال ھی من اھل البیت (کذا فی الارغام صفحہ ۸۶) یعنی علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بلّی قطعاً اہلبیت میں داخل ہے۔ افسوس ہے کہ بلّی صاحبہ قطعاً اہلبیت میں داخل ہوں اور حضرت فاطمہؓ قطعاً اہل بیت نبیؐ میں داخل نہ ہوں۔ معلوم نہیں شیعہ اسکا کیا جواب دیتے ہیں غالباً دشنام دہی اور تبرّا بازی سے کام لیتے ہونگے ؎

چو حُجّت نماند جفا جوئے را ✤ بہ پرخاشش درہم کشد روئے را

واقعی تعجّب وحیرت کا مقام ہے کہ شیعہ صاحبان ایک طرف تو آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات۔ آپؐ کے عم بزرگوار حضرت عباسؓ ۔ انکی اولاد اور گیارہ ائمہ بنی فاطمہؓ کے سوائے تمام بنی فاطمہؓ خود امکاناً حضرت فاطمہؓ ۔ بنی ہاشم قصّہ مختصر باقی تمام افراد اُمّت محمدیہ کو اہلبیت نبویؐ سے خارج کرتے ہیں اور دوسری طرف بلّی کو قطعاً اہلبیت میں داخل کرتے ہیں۔ کجا آں شور اشوری کجا ایں بے نمکی ✤

غرض سُنّی وشیعہ کی اس دیرینہ نزاع پر میرے دل نے چاہا کہ تنقیدی نظر ڈالکر ایک جامع اور سیر کن مضمون لکھا جائے اسلئے یہ چند سطور ہدیہ ناظرین ہیں ✤

قبل اسکے کہ آیت تطہیر واحادیث متعلّقہ اہل البیت وآل محمد صلے اللہ علیہ وسلّم پر بحث شروع کیجائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لُغت کی کتابوں سے لفظ اہل البیت اور آل کی تحقیق حوالہ قلم ہو لہٰذا گذارش ہے

لفظ اہل البیت اور آل کی تحقیق لُغت سے

(۱) مختار الصحاح مصنّفہ محمّد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ صفحہ ۳۵۲ میں لکھا ہے (أھل) الاھل اھل الرجل واھل الدار ✤

(۲) صراح مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۳۲۸ اہل کسان وسرائے وجائے ✤

(۳) غیاث اللغات ۔ آل در عربی بمعنی فرزندان واہل خانہ وپیروان آمدہ است از منتخب ✤

(۴) لغات القرآن مؤلّفہ مولانا عبد الحی الحویزی احمدی صفحہ ۲۶ اھلٌ ۔ اھل الرجل من یجمعہ وایّاھم نسبا او دینا ویعبر باھل الرجل عن المرأۃ واھل الاسلام الذی یجمعھم ھو الدّینُ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والقرآن قال تعالیٰ انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح وقال واهلك الا من سبق علیه القول آل الآل الاتباع الرجل ام قرابته وھو مقلوب من الاھل قال تعالیٰ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب (**ترجمہ**) اہل ۔ مرد کا اہل وہ ہے کہ اسکو اور انکو ایک نسب یا ایک دین جامع ہو اور تعبیر کی جاتی ہے آدمی کے ... اہل کے ساتھ اسکی بی بی سے اور اہل اسلام کو جو چیز جمع کرتی ہے وہ دین اور قرآن ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک وہ تیرے اہل سے نہیں ہے بیشک یہ نالائق ہے اور فرمایا ہے اور تیرے اہل کو بجز اسکے کہ پہلے سے اسکی نسبت بات پختہ ہو چکی ہے آل انسان کے اتباع یا قرابتی ہیں اور یہ اہل سے بدلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے داخل کرو فرعون کے اتباع کو سخت عذاب میں ؛

شیعوں کی کتاب **رمی الجمرات** جلد ۲ صـ۹۱ میں لکھا ہے "موید اسکا ہے اتحاد لفظ آل اور اہل کا جیسا کہ کتاب الآل سے منقول ہے فان قلت ما الفرق بین الآل والاھل قلت ھما سواء لان الھمزۃ فی آل مبدلة من الھاء ثم لینت کما قیل ھیاك وایاك وھیھات وایھات ودلیل ذالك اجماع النحویین علیٰ ان تصغیر آل اھیل یردہ الی اصله لا خلاف فیه الی آخر ما قال محصل اسکا یہ ہے کہ آل اور اہل متحد المعنی ہیں اور یہی موید اسکے وہ حدیث ہے جو ابن صباغ مالکی نے کتاب الفصول میں بجائے اہل بیتی کے آل بیتی روایت کی ہے اور اسی طرح سے بعض طرق حدیث ثقلین میں عترتی واھلبیتی وارد ہے اور بھی مؤید اسکی وہ حدیث ہے جو مسند احمد بن حنبل میں ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے علیؓ و فاطمہ اور حسنینؓ کو رداء فدکی اوڑھائی اور ان حضرات پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اللّٰھم ان ھولاء آل محمد فاجعل صلوٰتك وبرکاتك علیٰ محمد وآل محمد انك حمید مجید اور اسی مسند حنبل میں چند روایتیں ایسی بھی ہیں کہ جسمیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا ان حضرات کو چادر اڑھا کر اہل بیتی فرمانا مذکور ہے تو جمع سے روایات مسند حنبلی کے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیت و آل ایک ہی ہیں"

اہل لغت کی اس تحقیق کے بعد جس میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے بھی بعض شواہد پیش کئے گئے ہیں اب ہم خصوصیت کے ساتھ احادیث سے یہ دکھانا چاہیئے ہیں کہ لفظ اہل و آل کا استعمال کس طرح پر اور کن لوگوں کے حق میں ہوا ہے ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں :-

(۱) بخاری مطبوعہ مصر الجزء الثالث صـ۱۱۸-۱۱۹ میں ہے عن انس بن مالك رضی اللہ عنه قال بنی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم بزینب ابنة جحش بخبز ولحم فارسلت علی الطعام داعیا فیجیئ قوم فیاکلون ویخرجون ثم یجیئ قوم فیاکلون ویخرجون فدعوت حتی ما اجد احدا ادعو فقلت ما نبی اللہ ما اجد احدا ادعوہ قال ارفعوا طعامکم وبقی ثلاثة رھط یتحدثون فی البیت فخرج النبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلی اللہ علیہ وسلّم فانطلق الی حجرۃ عائشۃ فقال السّلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ فقالت وعلیک السّلام ورحمۃ اللہ کیف وجدت اھلک بارک اللہ لک فتقری حجر نسائہ کلھن یقول لھن کما یقول لعائشۃ ویقلن لہ کما قالت عائشہ .... حاصل مطلب یہ کہ انس بن مالک سے بخاری میں روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے پاس ام المومنین زینبؓ لائی گئیں اور آنحضرت صلعم نے دعوت ولیمہ کیلئے نان گوشت تیار کرایا تو مجھے آنحضرتؐ نے لوگوں کو بلانے کیلئے بھیجا لوگ آتے جاتے کھاتے جاتے تھے جب سب کھا چکے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کھانا بڑھاؤ۔ چند آدمی اُس گھر میں باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہے نبی صلعم اُس گھر سے باہر نکلے۔ بی بی عائشہ رضؓ کے حجرہ پر جاکر آپؐ نے فرمایا السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ۔ بی بی عائشہ رضؓ نے جواب دیا وعلیک السّلام ورحمۃ اللہ پھر آپؐ ہر بی بی کے حجرہ پر گئے اور جس طرح بی بی عائشہؓ سے السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ کہا تھا ہر ایک بی بی سے کہا اور ہر بی بیؓ نے حضرت عائشہؓ کی طرح آپؐ کو جواب دیا ؛

(۲) سنن ابن ماجہ مترجم جلد ا صفحہ ۷۵ میں ہے عن العباس بن عبد المطلب قال کنّا نلقی النفر من قریش وھم یتحدثون فیقطعون حدیثھم فذکرنا ذٰلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما بالُ اقوام یتحدثون فاذا رَاَوُا الرّجلَ من اھل بیتی فقطعوا حدیثھم واللہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتّٰی یُحبھم للہِ ولقرابتھم منّی۔ یعنی عباسؓ نے کہا ہم جب قریش سے ملتے اور وہ باتیں کرتے ہوتے تو موقوف کر دیتے سو ذکر کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ باتیں کرتے ہیں پھر جب میرے اہلبیت میں سے کسی کو دیکھتے ہیں تو بات موقوف کر دیتے ہیں اور قسم ہے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی کسی کے دل میں ایمان نہ جاویگا جب تک میرے اہلبیت کو اللہ کے واسطے اور میری قرابت کے خیال سے دوست نہ رکھے ؛

(۳) تحفہ اثنا عشریہ مترجم صفحہ ۳۹۵-۳۹۶ میں لکھا ہے اخرج البیھقی عن ابی الیسد الساعدی وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس بن عبد المطلب یا ابا الفضل لا ترم منزلک انت وبنوک غدًا حتّٰی اٰتیکم فانّ لی بکم حاجۃ فانتظروہ حتّٰی جاء بعد ما ضحی فدخل علیھم وقال السّلام علیکم فقالوا وعلیک السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قال کیف اصبحتم قالوا اصبحنا بخیر نحمد اللہ فقال لھم تقاربوا فزحمت بعضھم الی بعض حتّٰی اذا امکنوہ اشتمل علیھم بملائتہ ثم قال یا ربّ ھذا عمّی وصنو ابی **وھولاء اھل بیتی** استرھم من النار کستری ایّاھم بملاءتی ھٰذہ قال فامنت اسکفّۃ الباب وھوائط البیت فقالت اٰمین اٰمین اٰمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ :- نکالی بیہقی نے یہ حدیث ابو سید ساعدی سے اور کہا اس نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ بن عبد المطلب کو کہ اے ابا الفضل کل تم اور تمہارے لڑکے گھر سے باہر نہ جائیں جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں اسواسطے کہ مجھ کو تمہارے معاملہ میں ایک مطلب ہے پس وہ منتظر حضرت کے رہے یہانتک کہ آنحضرت بعد وقت چاشت کے تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم پھر گھر والوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فرمایا کس حال میں تم نے صبح کی گویا خیریت شب پوچھی جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے خیر کے ساتھ ہم نے صبح کی پھر فرمایا آنحضرتؐ نے کہ سب نزدیک نزدیک ہوجاؤ سو بیٹھے بیٹھے حرکت کی بعض نے بعض کی طرف یہاں تک کہ جب حضرتؐ کے اختیار میں آگئے پس کرلیا انکو اپنی چادر میں اور فرمایا میرے رب یہ میرا چچا ہے اور میرے باپ کی جڑ یہی ہے اور یہ سب میرے اہلبیت ہیں چھپالے انکو دوزخ سے جیسا کہ میں نے انکو چادر سے چھپایا ہے پھر راوی کہتا ہے کہ آمین کی دروازے کے سائبان اور گھر کی دیوار نے کہا تین بار آمین آمین آمین اور ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کو مختصر روایت کیا ہے اور محدثوں نے بھی اعلام النبوۃ میں اس قصے کو بطور متعدد روایت کیا ہے ؛

(۴) اور اسی کتاب (تحفہ) کی جلد ۲ صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ میں ہے روی الشریف المرتضیٰ الملقب بعلم الهدیٰ عند الامامیة فی کتاب الدرر والغرر عن محمد ابن الحنفیة عن ابیه امیر المومنین علی علیه السلام انه قال قد اکثر الناس علی ماریه القبطیه ام ابراهیم ابن النبی صلی الله علیه وسلم فی ابن عم لها قبطی کان یزورها ویختلف الیها فقال النبی صلی الله علیه وسلم خذ هذا السیف والطلق فان وجدته عندها فاقتله فلما اقبلت نحوه علم انی اریده فاتی نخلة فرقی الیها ثم رمی بنفسه علی قفاه وشغر برجلیه فاذا به اجب امسح لیس له ما للرجال لا قلیل ولا کثیر قال فغمدت السیف ورجعت الی النبی صلی الله علیه وسلم فاخبرته فقال الحمد لله الذی یصرف عنا الرجس اهل البیت۔ انتهی- ترجمہ- روایت کی شریف مرتضیٰ نے جس کا لقب امامیہ کے نزدیک علم الہدےٰ ہے کتاب درر وغرر میں محمدؐ بن حنفیہ اور انہوں نے اپنے باپ امیر المومنین علی علیہ السلام سے بیشک جب ماریہ قبطیہ کی تہمت میں لوگوں نے بہت سی باتیں کہیں کہ ماں ابراہیمؑ حضرتؐ کے بیٹے کی ہیں آپکے چچا زاد بھائی کے ساتھ کہ قبطی تھا ان سے ملتا تھا اور انکے پاس آتا جاتا تھا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار لے اور جا اگر اس مرد کو ماریہ کے پاس پائے تو مار ڈال- پس میں متوجہ ہوا آپکی طرف اس نے جانا کہ میں اسکا قصد رکھتا ہوں سو آیا میرے پاس اور درخت خرما پر چڑھا اور بیٹھ کے بھل آپکو گرایا اور اپنے دونو پاؤں اٹھائے تو ناگاہ میں نے اسکو دیکھا مجبوب صاف کہ اسکے پاس مثل مردوں کے کچھ نہ تھا نہ کم نہ زیادہ یعنی خوجہ تھا میں نے تلوار میان میں کرلی اور حضرتؐ کے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوٹ آیا اور ان کو اس حال سے خبر دی آپؐ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے جملہ اہلبیت کو پلیدی سے بچاتا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ ماریہ قبطیہ بھی اہلبیت سے تھیں آیت تطہیر میں داخل والحمد للہ علی شمول الرحمۃ وعموم النعمۃ۔"

نوٹ:۔ اصل روایت مذکورہ کا صرف ترجمہ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۷۶۹ میں موجود ہے۔ اخیر فقرہ روایت کا ترجمہ مفسر نے اس طرح لکھا ہے کہ "حضرتؐ نے سن کر فرمایا کہ شکر ہے خدا کا کہ وہ بدی کو ہم اہلبیت سے پھیرتا ہے اور دور کرتا ہے" ان پیچدار الفاظ سے مفسر کا مطلب یہ ہے کہ ماریہ قبطیہ اہلبیت میں داخل نہ ہونے پائیں مگر روایت کے اصل الفاظ ابطال عقیدہ شیعہ پر دلالت واضح رکھتے ہیں:

(۵) شیخ ابو علی طبرسی نے مکارم الاخلاق میں روایت کی ہے جیسا کہ فاضل مجلسی کی کتاب عین الحیات سے ظاہر ہے ابو الاسود راوی کہتا ہے قدمت الربذۃ فدخلت علی ابی ذر جندب بن جنادۃ رضی اللہ عنہ فحدثنی ابو ذر قال دخلت ذات یوم فی صدر نہارہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فی مسجدہ فلم ارفی المسجد احدا من الناس الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیا علیہ السلام الی جانبہ فاغتنمت خلوۃ المسجد فقلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اوصنی بوصیۃ ینفعنی اللہ بہا فقال نعم واکرم بک یا ابا ذر انک منا اھل البیت۔ یعنی راوی کہتا ہے میں ربذہ گیا ابو ذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے ملا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک دن رسول اللہؐ کی خدمت میں آپ کی مسجد میں حاضر ہوا اسوقت وہاں اور کوئی نہ تھا صرف علیؓ رسول خداؐ کے ایک طرف تھے تو میں نے مسجد کی خلوت کو غنیمت سمجھا پھر میں نے کہا یا رسول اللہؐ میرے باپ اور ماں آپؐ پر قربان ہوں مجھے کوئی وصیت فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے نفع پہنچائے تو رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابا ذر میں تیری عزت کرتا ہوں تو ہم میں سے ہے اہلبیت۔ (اصل روایت منتہی الکلام صفحہ ۷۷۱-۷۷۲ میں درج ہے)

(۶) شیعوں کی کتاب ترجمہ حیات القلوب جلد دوم باب ۵۹ بیان فضائل سلمان فارسی صفحہ ۹۹۵ میں لکھا ہے "شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت امام محمد باقرؑ کے سامنے سلمان فارسی کا نام مذکور ہوا۔ امام نے فرمایا وہ سلمان محمدی ہے تحقیق کہ سلمان ہم اہلبیت سے ہے اور سلمان لوگوں سے کہتے تھے کہ تم قرآن سے حدیثوں کی طرف بھاگتے ہو" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰۰ میں لکھا ہے "کتاب بصائر الدرجات میں بسند معتبر فضیل بن عیسیٰ نے روایت کی ہے وہ کہتا تھا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے باپ نے حضرت سے پوچھا کہ آیا یہ امر سچ ہے کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے سلمان ہم اہلبیت سے ہے فرمایا ہاں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶) تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷-۲۵۸ میں لکھا ہے۔ " امام رضا علیہ السلام نے اپنے بھائی زید یعنی زید النار سے بوجہ انکے کامل متقی نہ ہونیکے ناراض ہو کر حسن الوشاء راوی حدیث سے یوں خطاب فرمایا تھا " اے حسن این ... آیت مبارک را از قرآن کریم چگونہ قرأت میکنی قال یٰنوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح چوں دحضرت حق گنہگار شد خداوند او را از پسرے نوح نفی کرد .... کذا من کان منا لم یطع اللہ فلیس منا و انت اذا اطعت اللہ فانت منا اھل البیت " ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب ششم صفحہ ۲۲ یعنی امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے حسن اس آیت مبارک کو قرآن مجید میں کس طرح پڑھا کرتے ہو کہ خدا نے فرمایا اے نوحؑ یہ تیرا لڑکا تیرے اہلبیت سے نہیں ہے کیونکہ اسکے اعمال اچھے نہیں ہیں۔ جب خدا کے نزدیک وہ گنہگار ہو گیا تو خدا نے نوحؑ کے بیٹے ہونے سے اسکو نکال دیا اسی طرح جو شخص ہم میں سے ہے مگر خدا کا فرمانبردار نہیں ہے وہ ہرگز ہم میں سے نہیں ہے وہ تو وہ (اے حسن) اگر تو بھی مطیع احکام خدا ہے تو ہمارے اہلبیت میں ہو سکتا ہے "

تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۱۵۳ میں لکھا ہے حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آل محمدؐ کون ہیں فرمایا کہ آل محمدؐ وہ ہیں کہ جن سے نکاح انکا حرام ہے۔ اور اسی تفسیر کے صفحہ ۰۷ شہدائے بدر کے ذکر میں عبیدہ بن الحرث بن عبد المطلب کا حال یوں لکھا ہے کہ عبیدہ کو حمزہؓ اور علیؓ اٹھا کر رسول خداؐ کے پاس لیگئے حضرت انکو دیکھکر آبدیدہ ہوئے عبیدہؓ میں تھوڑی سی جان باقی رہی تھی رسول خدا سے عرض کی کہ قربان ہوں تم پر میرے باپ اور ماں یا رسول خدا کیا میں شہید نہیں ہوں حضرت نے فرمایا کہ تو پہلا شہید ہے میرے اہلبیت میں سے ÷ (باقی دارد)

خریداران ریویو توجہ فرمائیں

اس جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی تقریر دلپذیر میں احمدی جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ " الفضل۔ سن رائز۔ ریویو کو ایک ہزار خریدار نئے دیئے جائیں " آپ اپنے متعلق دیکھ لیں کہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل و تکمیل میں اب تک کیا حصہ لیا ہے؟ اگر فرصت نہیں ملی۔ تو اب اپریل میں مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ اور مجلس مشاورت منعقد ہونیوالی ہے آپ اس فریضہ سے سبکدوش ہو جائیں۔ پہلے تو آپ یہ دیکھیں کہ خود خریدار ہیں اگر نہیں تو ایک سال کی قیمت بھجوا کر خریدار بن جائیں پھر اپنے حلقہ احباب میں کوشش کر کے ایک دو خریدار ضرور مہیا کر لیں۔

میں آپ کی توجہ اور مکتوب کا منتظر ہوں ÷ نیاز مند المکلّف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مکفوف البصر صحابہ کرامؓ کا تذکرہ

مجھ کو یہ تکلیف ہمیشہ محسوس ہوتی کہ ہم باوجودیکہ حضرت سلطان القلمؑ کے تربیت یافتہ اور آپؑ کے دامن سے البستہ ہیں اور باوجودیکہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں قلم کا جہاد باقی ہے اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ جہاد ہر مومن مسلم پر فرض ہے لیکن ہم اس میدان میں آگے آنے سے ہمیشہ بچتے ہیں الا ماشاء اللہ یہ ایک حقیقت ہے اگر جہاد بالقلم فرض کفایہ ہوتا تو اور بات تھی لیکن اگر جہاد فرض ہے اور اس زمانہ کا جہاد جہاد بالقلم ہے تو میں اپنے بھائیوں کو جائز طور پر توجہ دلانے کا حق رکھتا ہوں وہ سلسلہ کی اغراض کے لئے محض چندہ دیکر اپنے آپ کو سبکدوش نہیں کر سکتے اسلئے کہ یہ جہاد بالمال کی تعمیل تو ہوگی مگر جہاد بالنفس کا مطالبہ کچھ اور ہے۔ میں نے جب سے اس سلسلہ میں جنم لیا ہے خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت سلطان القلم کے فیض صحبت و تربیت نے مجھے اس جہاد میں شمولیت کی توفیق بخشی ہے اور میری یہی آرزو ہے کہ آخری وقت تک میں اپنے قلم کو چلتا دیکھوں۔ جب تک الحکم (جسے حضرتؑ نے اپنا بازو فرمایا اور جسکا احیاء و بقا میں ملی فرائض میں داخل سمجھتا ہوں) جاری نہیں ہوتا میں نے ارادہ کیا ہے کہ ریویو کے ذریعہ اس خدمت کی توفیق پاؤں۔ احباب ریویو میں میرے مضامین پڑھ چکے ہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اس جہاد بالقلم کی بیش از بیش توفیق دے آمین

اس تمہیدی نوٹ کے ساتھ ہی میں اس عنوان کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں جو میں نے ایک مسلسل مضمون کا تجویز کیا ہے۔ ریویو کی جون ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکفوف البصر صحابہ کی ایک فہرست شائع ہوئی تھی۔ اسے پڑھکر مجھے خیال آیا کہ میں اپنے ان محترم بھائیوں کا ذکر خیر کروں جنہوں نے باوجودیکہ وہ ان ظاہری آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو چکے تھے خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کو شناخت کیا اور آپ کی پاک صحبت سے فیض اُٹھایا لوگ انہیں اندھا کہتے تھے مگر ان پر ہزاروں اور لاکھوں آنکھیں نثار اور قربان کہ اُنھوں نے اس نور کو دیکھا جسے ظاہری آنکھیں رکھنے والوں مگر دل کے اندھوں نے عالم فاضل ہو کر بھی شناخت نہ کیا یہ ایک مسلسل اور دلچسپ مضمون ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ کی توفیق سے میں اسے پورا کر سکا۔ وباللہ التوفیق ؞

؞ میں اس رسالہ کے تمام پڑھنے والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ کسی ایسے صحابی کے حالات سے واقف ہوں تو مجھے ان حالات سے مطلع کریں خدا تعالیٰ انکے اجر کو ضائع نہ کریگا۔ عرفانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت حافظ محمد حسین صاحب ڈنگوی رضی اللہ عنہ

میں اس مضمون کا زمانہ حضرت حافظ معین الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نام سے شروع کرتا مگر میں انکے حالات تفصیل کے ساتھ الحکم میں لکھ چکا ہوں حضرت حافظ معین الدین قادیان ہی کے رہنے والے تھے وہ اسوقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کا ابھی نہیں کہ کوئی دعویٰ نہ تھا بلکہ آپ کو قادیان سے باہر کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ حافظ صاحب نے اپنے اخلاص اور ایثار کا جو نمونہ دکھایا وہ بے نظیر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا اپنی تقریروں میں انکی قربانیوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو صاحب انکے حالات مفصل پڑھنا چاہیں وہ الحکم کی طرف رجوع کریں۔

دوسرے نمبر پر میں حضرت حافظ محمد حسین ڈنگوی کا تذکرہ لکھتا ہوں:۔

حافظ محمد حسین صاحب اپنے خاندان میں اول المومنین تھے پھر انکے خاندان اور مکرمی مولوی امام الدین صاحب گولیکی کے خاندان میں احمدیت انکے ذریعہ آئی۔ اس لحاظ سے انکا رتبہ اور شان ظاہر ہے۔

پیدائش اور ابتدائی تعلیم حافظ محمد حسین صاحب دسمبر ۱۸۶۶ء کو ڈنگہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے انکے خاندان میں علمی مشغلہ تھا اور آپکے والد ماجد مدرس تھے۔ پانچ سال کی عمر میں حافظ صاحب پر چیچک کا حملہ ہوا۔ اور اس حملہ میں وہ جانبر تو ہو گئے مگر انکی آنکھیں جاتی رہیں۔ ابتدائی تعلیم والد صاحب ہی سے شروع کی لیکن چونکہ انکی طبیعت میں تشدد زائد تھا اور خود حافظ صاحب کی طبیعت غیور واقع ہوئی تھی وہ اس تشدد کو بھی برداشت نہیں کر سکتے اور برّ الوالدیہ کی تعلیم کے موافق گستاخی بھی نہیں ہو سکتی تھی اس سے مفر کی ایک ہی صورت انہیں نظر آئی کہ وہ گھر کو چھوڑ جائیں

حفظ قرآن اور تعلیمی ترقی چنانچہ وہ وہاں سے دو میل ضلع اٹک میں چلے گئے اور وہاں جاکر قرآن مجید حفظ کیا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں حافظہ قوی اور طبیعت مستعد عطا فرمائی تھی اسلئے جلدی ہی وہ اس نعمت حفظ قرآن سے متمتع ہو گئے۔ اور قرآن مجید حفظ کر کے واپس وطن آ گئے۔ اب انہوں نے اسپر قناعت نہیں کی کہ قرآن مجید حفظ کر لیا ہے اور دوسرے حافظوں کی طرح اسے وسیلہ روزگار بنا کر کسی مسجد کو سنبھال لیتے بلکہ انہوں نے اپنی علمی ترقی کی طرف توجہ کی اس مقصد کے لئے انہوں نے حافظ رمضان نام ایک شخص سے جو اہلحدیث تھا گجرات میں اپنی تعلیم کو جاری رکھا اور پھر حافظ عبد المنان وزیرآبادی سے دینیات اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اہلحدیث اساتذہ کی صحبت نے انہیں وسیع الخیال اور مجتہدانہ رنگ میں رنگین کر دیا۔ اندھا دھند تقلید کے گورکھ دھندے سے نکل آئے اور خداداد قوتوں سے کام لینے لگے۔ اور پکے اہلحدیث بن گئے۔

مصیبتوں کا آغاز وہ زمانہ اہلحدیث کے لئے عہد ابتلا تھا اگر کسی مسجد میں کوئی اہلحدیث (جنکو ان ایام میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہابی کہتے تھے) چلا جاتا اور لوگوں کو معلوم ہو جاتا تو اس بیچارے کی شامت ہی تو آجاتی۔ مسجدوں کے فرش دھوئے جاتے اور جس لوٹے سے وہ وضو کر لیتا اسے توڑ دیا جاتا اور مصلّا کو جلا دیا جاتا بلکہ بعض متشدد تو فرش بھی اکھڑوا دیتے یہ ایک مصیبت تھی جو ملک میں اسوقت اہلحدیثوں کے لئے بڑھ رہی تھی۔ اسلئے کسی شخص کے واسطے آسان نہ تھا کہ

وہ اہلحدیث بن جائے

مگر حافظ صاحب کو خدا تعالیٰ نے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں پہنچانا تھا اپنے فضل سے انہیں شروع ہی میں ایسے حالات میں رہنے کا موقعہ دیا کہ وہ آنے والی تکالیف کو برداشت کر سکیں اور اس طرح پر حق کو قبول کرنے کے لئے پوری جرأت اور دلیری سے کام لینے کے قابل ہو جائیں۔

خود اپنا خاندان پکا حنفی اور پیر پرست تھا اسلئے جب انکے والد صاحب کو خبر ہوئی کہ حافظ صاحب اہلحدیث ہو گئے ہیں تو انکے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ہر قسم کی تکالیف اور اذیتیں والد ماجد کی طرف سے آئیں انہوں نے حافظ صاحب کو مکان میں بند کر دیا تاکہ وہ باہر نہ نکل سکیں یہاں تک کہ طبعی ضرورتوں کے لئے بھی وہ باہر نہیں جا سکتے تھے۔ حافظ صاحب اب جوان ہو چکے تھے طبیعت تیز اور جوشیلی تھی مذہب کا نشہ مزید برآں مگر اس حالت میں بھی اپنے والد صاحب کے پورے مطیع فرمان تھے۔ نافرمان تھے تو صرف مذہب کے معاملہ میں جس چیز کو انہوں نے حق سمجھ کر قبول کیا تھا اس سے وہ ایک انچ نہیں ہٹ سکتے تھے اور کہتے تھے کہ

حق اور صداقت کے مقابلہ میں راضی نامہ نہیں ہو سکتا۔

انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ وہ ہر تکلیف اور اذیت کو برداشت کرینگے مگر عقائد حقہ کو چھوڑ کر والد صاحب سے راضی نامہ نہیں کر سکتے ہاں انکی گستاخی اور مقابلہ نہیں کرینگے بلکہ خاموش مقابلہ کرینگے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ خاموش مقابلہ سے اس جگہ یہ مراد ہے کہ خاموش رہ کر تکالیف برداشت کرتے رہینگے اور اپنے عقیدہ پر پکے رہینگے۔ انکی اس قسم کی تکالیف کو دیکھ کر اپنوں اور غیروں کو تکلیف ہوتی تھی مگر ان میں سے کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ وہ انہیں رہائی دلا سکے آخر انکا استقلال اور ثبات قدم غالب آیا۔ اور والد صاحب نے اپنے نقطہ خیال سے مایوس ہو کر انہیں چھوڑ دیا اور وہ خدا کی کھلی زمین پر پھرنے لگے۔

اہلحدیث سے احمدی ہو گئے اہلحدیث تو ہو ہی چکے تھے اور طبیعت میں آزاد خیالی اور وسعت پیدا ہو چکی تھی۔ اور سن شعور سے بھی اب آگے نکل رہے تھے پچیس سال کی عمر ہو چکی تھی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ذکر سُنا یہ ذکر انہوں نے اپنے اہلحدیث دوستوں سے سُنا اور مخالفانہ رنگ میں سُنا چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ مخالفت میں حصہ لیتے مگر خدا تعالیٰ نے فطرت سعید عطا فرمائی تھی اسلئے اپنے بجائے مخالفت کے تحقیق کی طرف توجہ کی۔ اور اندر ہی اندر وہ تحقیق میں لگے رہے مخالفانہ تحریریں سُنتے اور حضرت اقدسؑ کے مضامین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اشتہارات بھی سُنتے بلا اظہار رائے اسپر غور و فکر کرتے رہے اور آخر منزل مقصود کو پہنچ گئے اور احمدی ہو گئے یہ سنہ ۱۸۹۱ء کا زمانہ تھا۔ اسوقت سلسلہ کی مخالفت پورے شباب پر تھی۔ پنجاب میں لاہور اس مخالفت کا مرکز تھا۔ جہاں مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کا ہیڈ کوارٹر تھا رسالہ اشاعۃ السنّہ پوری شان اور سرگرمی سے اس مخالفت کا علم بردار تھا۔ ایسے موقعہ پر احمدیت کو قبول کرنا ہر قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں کو بُلانا تھا مگر راستی کے فرزند بھلا ان بلاؤں کی کیا پروا کرتے ہیں وہ تو

پایداری ہا بہ بیں خوش میروم تا پائے دار

پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ حافظ صاحب کے لئے یہ مرحلہ اہلحدیث بننے سے زیادہ خطرناک تھا۔ وہ جانتے تھے کہ وہ تمام دوست و احباب جو سلسلہ اہلحدیث میں ہو کر دوست بنے ہیں دُشمن ہو جائینگے اور والد صاحب تو پہلے ہی دشمن تھے گویا اندر اور باہر دُشمن ہی دشمن نظر آتے تھے۔

اور آنکھوں کی معذوری نے پہلے ہی کچھ کم تکلیف نہ دے رکھی تھی مگر حافظ صاحب نے حق کو قبول کیا تھا اور محض اپنوں اور بیگانوں کی تکلیفوں سے ڈر کر اسے چھوڑ نہیں سکتے تھے۔

تاہم انھوں نے اپنے احمدی ہونے کے اعلان میں جلدی نہیں کی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ڈرتے تھے نہیں بلکہ انھوں نے پسند کیا کہ میں پورے غور و فکر سے تحقیقات کر لوں تاکہ کوئی امر باقی نہ رہ جائے۔ وہ تین سال تک برابر اپنی تحقیقات میں لگے رہے۔ اور انپر ایک دن تو کیا ایک لحظہ بھی ایسا نہیں آیا کہ وہ اس تین سال کے اندر کسی دھوکہ دینے والے خیال سے متاثر ہوئے ہوں۔ چونکہ علی الاعلان انھوں نے احمدیت کا اظہار نہیں کیا تھا اسلئے انہیں تحقیق مسائل کے لئے بہت اچھا موقعہ مل گیا وہ ہر مخالف مجلس میں جاتے اور خاموشی کے ساتھ انکے حالات کا مطالعہ کرتے۔ اس عرصہ میں وہ پورے طور پر مخالفوں کی کمزوریوں اور کرتوتوں سے واقف ہو چکے تھے نہایت دیانتداری اور خدا کے خوف سے بالآخر انھوں نے فیصلہ کیا کہ اب اس حق کو چھپانا ایک خطرناک گناہ ہے اور اپنی احمدیت کا اعلان کر دیا یہ ۱۸۹۴ء کا واقعہ ہے جبکہ آتھم سے مباحثہ ہو چکا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی تکفیر کی اشاعت کر چکے تھے اور ایک ہنگامہ مخالفت برپا ہو چکا تھا۔ احمدیت کے اعلان کے ساتھ پھر انپر مصیبتوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا مگر وہ مے محبت و اخلاص پی چکے تھے۔ دل سے خوف و ہراس نکل چکا تھا اور ہر بلا کو خوشی اور لذت سے برداشت کر سکتے تھے انکا ایمان ابتدائی منازل سے نکل چکا تھا اور ابتلاء بدر کی الحلاوت کے درجہ پر پہنچ گیا تھا۔

تبلیغ سلسلہ کا جوش

احمدیت کے اعلان کے ساتھ انھوں نے تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا سب سے اوّل اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ شروع کی۔ اور اس تبلیغ کے لئے بڑا جری دل رکھتے تھے وہ کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ پروا کرتے تھے۔ انکے اس جوش اور جرأت کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ وہ پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی کو تبلیغ کرنے کے لئے گولڑہ پہنچے۔ پیر مہر علیشاہ صاحب چونکہ حافظ صاحب کے والد ماجد کے پیر بھائی تھے اسلئے وہ اپنا حق سمجھتے تھے کہ انکو تبلیغ کریں چنانچہ وہ گولڑے پہنچے۔ اور پیر صاحب ہی کے مکان پر ٹھیرے اور انکے مریدوں کی موجودگی میں انکو تبلیغ کی اور اتمام حجت کیا انکی اس جرأت کا یہ اثر تھا کہ باوجودیکہ وہ لوگ تند خو واقع ہوئے تھے مگر کسی کو حوصلہ نہ ہؤا کہ انکو کچھ کہہ سکتا نہایت اطمینان کے ساتھ تبلیغ کر کے واپس آئے۔ اسوقت پیر صاحب کا دل کچھ نرم بھی تھا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملہ میں خاموش تھے مگر بعد کے حالات نے انکی حالت میں تغیر کر دیا۔ غرض حافظ صاحب تبلیغ کیلئے بہت جوش رکھتے تھے اور انکا سارا وقت سلسلہ ہی کی تبلیغ میں گذرتا تھا۔ تبلیغ کے جوش کے ساتھ ہی غیرت دینی بھی کامل طور پر رکھتے تھے وہ کسی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں نا ملائم الفاظ نہیں سن سکتے تھے جھٹ مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے ایک مرتبہ انکی ایک رشتہ دار عورت نے کچھ سخت الفاظ کہہ دیئے حافظ صاحب اسے برداشت نہ کر سکے اور اسے خوب پیٹا۔

استغفاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی تاریخ میں ایک بات نہایت ہی نمایاں نظر آتی ہے کہ وہ کسی سے اپنی ضروریات کے لئے سوال نہ کرتے تھے میں نے حافظ محمد حسین صاحب کی زندگی میں اس امر کا خوب مطالعہ کیا کہ وہ کبھی کسی رنگ میں بھی سوال نہ کرتے تھے یہ نہیں کہ انکو ضرورتیں اور حاجتیں نہ ہوتی تھیں مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اشارتاً کنایتہً کبھی انہوں نے سوال کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی غیب سے ایسے سامان کر دیتا تھا کہ انکی ضرورتیں پوری ہو جائیں حافظ صاحب کے دو بھائی مولوی غلام حسین اور گل حسن صاحب محمد امین صاحب ایگزامینر آفس لاہور میں ملازم تھے وہ انکی ضروریات کا خوب خیال رکھتے تھے اور انکا نہایت احترام کرتے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ انہوں نے حافظ صاحب کو گویا اپنی طرف سے مبلغ سلسلہ مقرر کر رکھا تھا مکرمی مرزا افضل بیگ صاحب قصوری رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حافظ صاحب کو بہت محبت تھی ..

.. .. .. یہی تبلیغ کا جوش انہیں ۱۹۰۵ء میں دہلی لے گیا۔

زندہ دلی طبیعت میں بے خوفی کے ساتھ زندہ دلی بھی تھی جہیر الصوت تھے آہستہ بات کرنا نہیں جانتے تھے بذلہ سنج واقع ہوئے تھے انہیں ایک یہ بھی کمال تھا کہ وہ ٹٹول کر آدمی کو شناخت کر لیتے تھے اور ہمیشہ خوش اور ہنس مکھ رہتے تھے۔ ہر حرکت میں ایک اُمنگ اور جوش مذہبی کا رنگ تھا بحث و مباحثہ میں بھی زندہ دلی سے کام لے لیتے تھے ایک مرتبہ جہلم میں ایک وہابی نے کہا حافظ صاحب آپنے بھی وفات مسیحؑ کے مسئلہ پر غور کیا ہے یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ ابھی آپنے پورے طور پر اعلان نہ کیا تھا مگر احمدی ہو چکے تھے وہابی قوم کا ترکھان تھا۔ اسے آہستہ سے کہا کہ بات تو یونہی معلوم ہوتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ساتھ ہی حضرت مسیحؑ کے یوسف نجار کے ساتھ کام کرنے کا بھی ذکر کر دیا۔ اس پر اس وہابی نے شور مچا دیا کہ یہ چھپا ہوا مرزائی ہے وہاں ایک ہجوم جمع ہو گیا اور پھر تو وہ پورے زور سے اعلان کرنے لگے سب سے اوّل جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو وانذر عشیرتک الاقربین پر عمل کرنے کے لئے تبلیغ کی انکے بھائیوں نے حق کو قبول کر لیا مگر والدہ صاحب کو یہ توفیق نہ ملی۔

شادی اور اولاد

سنہ ۱۹۰۰ء کے قریب انہوں نے ایک نابینا عورت سے شادی کی جسکو ہمیشہ عمیہ کہا کرتے تھے۔ شادی کرنے کے بعد بیوی کو ہمیشہ اپنے سفر میں ساتھ رکھتے تھے کوئی سفر تنہا نہیں کرتے تھے اپنے سفروں میں وہ چارپائی بھی ضرور ساتھ رکھتے ریلوے اور ڈاکخانہ وغیرہ کے ضروری قواعد سے خوب واقف تھے۔ اور کوئی اہلکاران محکموں کا انہیں مغالطہ نہیں دے سکتا تھا۔ مرحوم کے اولاد نرینہ کوئی نہیں ہوئی۔ ایک لڑکی باقی رہی تھی جو افسوس ہے کہ ماں کی اچھی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے غیر احمدیوں کے ہاں بیاہی گئی۔

وفات

سنہ ۱۹۰۹ء کے قریب عالم شباب ہی میں حافظ صاحب نے بمقام ایبٹ آباد وفات پائی۔ وہ اسوقت قریطنہ میں تھے اسلئے کہ طاعون زدہ علاقہ سے آئے ہیں۔ وفات کے وقت وہاں کے احمدی احباب انکے پاس جمع تھے۔ مرتے دم تک انکے عزم و ثبات میں فرق نہیں آیا احمدیت کی تبلیغ کرتے ہوئے جان دی۔ اور وہیں دفن ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اخلاق کا اجمالی تذکرہ

سلسلہ کے لئے غیرت اور جوش تھا۔ تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے لئے عملاً زندگی کو وقف کر رکھا تھا۔ نہایت متقی اور دیندار تھے سلسلہ کے بھائیوں کے ساتھ نہایت محبت و اخلاص رکھتے تھے باوجود جوشیلی طبیعت کے اپنوں سے لڑتے جھگڑتے نہ تھے ناراضگی میں بھی محبت و الفت کی شان جلوہ گر رہتی تھی۔ ہنس مکھ اور خوش اخلاق تھے۔ عام طور پر نہایت عمدہ اردو بولتے تھے۔

تبلیغی جوش اور سرگرمی کے ساتھ جرأت اور دلیری تھی حق کی قوت پر اسقدر بھروسہ تھا کہ بڑے سے بڑے مولوی کے ساتھ مسائل سلسلہ پر گفتگو کرنے میں پیچھے نہ رہتے تھے۔ طبیعت آزاد اور صاف گو واقع ہوئی تھی۔ شعائر اسلام کا عملاً احترام کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے اہل بیت کے ساتھ وفادارانہ محبت تھی اور اسے اپنے ایمان کا جزو سمجھتے تھے۔ وہ اپنی اس ابتدائی ایام کی تبلیغ میں اتنا کام کر گئے ہیں کہ انکے اعمال خیر صدقہ جاریہ کے طور پر آج بھی جاری ہیں۔

خاکسار عرفانی سے سنہ ۱۸۹۴ء سے ہی پوری واقفیت ہوئی۔ اور آخری وقت تک اس تعلق کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت و اخلاص سے نباہا۔ میں جن ایام میں امرتسر میں مقیم تھا متعدد مرتبہ مجھے انکی میزبانی کی سعادت حاصل ہوئی میں نے انہیں کبھی بارِ خاطر نہ پایا بلکہ طبیعت سیر ہی نہ ہوتی تھی میں نے نگاہوں سے انہیں مطالعہ کیا مگر ہمیشہ سلسلہ کا ایک وفادار سپاہی انہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ انکی تربت پر اپنی رحمت کے فرشتوں کو نازل کرے اور جنت الفردوس میں انکے مدارج بلند فرمائے آمین

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنیکے دن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ عنوان الہام جو آپ کو ۱۹۰۸ء کے ابتداء میں ہوا اسی سال کے موسم بہار میں اپنی جلوہ نمائی فرما چکا ہے لیکن خدا کی تازہ وحی میں یہ بھی نازل ہو چکا تھا کہ :-

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

چنانچہ اس سال دنیا نے ایک بار پھر اس قہری تجلی کو دیکھ لیا۔ نہ صرف دیکھ لیا۔ بلکہ مان لیا چنانچہ پیسہ اخبار لاہور ۷ر فروری لکھتا ہے :-

غیر معمولی سردی خدا جانے یہ سردی کوہ ہمالیہ کی غیر معمولی برفباری نے پیدا کی ہے۔ یا یورپ میں جو سردی کے ہولناک طوفان برپا ہو رہے ہیں۔ انکا نتیجہ ہے۔ بہر حال شمالی ہند میں پچھلے دو ہفتہ میں جو سخت سردی رہی ہے ایسی پہلے بہت کم دیکھنے میں آئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ راولپنڈی بلکہ جہلم میں بھی برف پڑ گئی ہے جیسے کہ تیس سال پہلے کبھی پڑی تھی۔ لاہور میں ۱۷ درجے پانی جمنے سے نیچے تھرمامیٹر رہ چکا ہے۔ اور یہی حالت کراچی وغیرہ مقامات کی رہ چکی ہے "سٹیٹسمین" لکھتا ہے کہ کلکتہ اور بمبئی تک اس سردی کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہیگا۔ گو وہاں اتنی سخت سردی نہ ہوگی لیکن ان مقامات کیلئے سابقہ سالوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی"

یہ غیر معمولی سردی۔ برفباری۔ اور ثلج ہندوستان ہی میں نہیں ہوئی بلکہ یورپ میں بھی یہی حال ہے چنانچہ پرتاپ لاہور میں لنڈن ۱۲ر فروری کا تار شائع ہوا ہے :-

"یورپ میں بلا کی سردی اور برف باری

لنڈن ۱۲ر فروری۔ یورپ آج کل جس غضبناک سردی کی لہر کا شکار ہو رہا ہے۔ اس کا اثر انگلستان تک پہنچا ہے۔ آج لنڈن میں بہت سخت سردی تھی۔ ہزاروں آدمی مرض انفلوئنزا میں مبتلا پڑے ہیں۔ اس سردی کے باعث اندیشہ ہے۔ کہ یہ مرض اور وسعت پکڑیگا۔ انگلستان میں آجکل مشرقی ہوائیں اسقدر ٹھنڈی ہیں۔ کہ کل ان ہواؤں کے ساتھ کہر اور برف بھی پڑی۔

بحیرہ بالٹک اور بحیرہ شمالی میں جہاز رانی بالکل بند ہو گئی ہے۔ بحیرہ بالٹک منجمد ہو گیا ہے۔ اور

* ۱۹ر فروری کے زمیندار نے اس کا عنوان رکھا ہے۔ "یورپ میں خدائے قہار کا قہر و غضب"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۰۷ جہاز پھنس گئے ہیں۔ ہوائی جہاز انہیں سامان خورد و نوش مہیا کر رہے ہیں۔

جرمنی سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ وہاں ۱۸۷۱ء کے بعد آج تک ایسی سردی نہیں پڑی۔ درجہ حرارت صفر سے ۹۷ درجہ کم ہے۔ کہر کے باعث دریائے روڈ کا پل ٹوٹ گیا ہے۔ دریائے رائن منجمد ہو گیا ہے اور جہاز رانی قطعاً ناممکن ہو گئی ہے۔ انفلوئنزا زوروں پر ہے۔ سردی کے مارے سمندر اس طرح منجمد ہو گیا ہے۔ کہ جہازوں کیلئے راہ بنانیوالے برف توڑنے والے جہاز بڑی مشکل سے کام لے رہے ہیں۔ برف باری کے باعث ریلوے لائنیں بھی بند ہو گئی ہیں۔ کئی جزیروں تک رسائی ناممکن ہو گئی ہے۔ انہیں ہوائی جہازوں کے ذریعے سے سامان خورد و نوش پہنچایا جا رہا ہے۔ مشرقی تھریس میں برفباری کے باعث ایک ہفتہ سے تین ریل گاڑیاں چرسکوڈی سٹیشن پر رکی پڑی ہیں۔"

گویا مشرق و مغرب خدا تعالیٰ کے مامور صادق کی دی ہوئی خبر کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوئے۔ روزنامہ حقیقت لکھنؤ لکھتا ہے:

"سردی کی شدت:۔ اوائل ماہ فروری میں سردی کی جس شدت نے تمام ہندوستان کو کنپا دیا تھا اب وہ پچھم کی طرف بڑھتے بڑھتے انگلستان تک پہنچ گئی ہے..... شدید برفباری کی وجہ سے جہازوں کو نقصانات پہنچنے کے علاوہ یہ اور افسوسناک ہے کہ سردی کی زیادتی سے انگلستان میں مرض انفلوئنزا کو بڑی ترقی ہو گئی ہے اور روزانہ ہزارہا انسان اسکے نذر ہو رہے ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں جب ہندوستان جیسے گرم ملک میں سردی نے ترقی کر کے اولا، پالا، اور برف کی بارش سے جا بجا مرض طاعون کو چمکا دیا تو انگلستان جیسے سرد ملک کا کیا ذکر ہے۔"

پس اس نشان کے پورا ہونے پر ہر سعادتمند شرقی و غربی کا فرض ہے کہ وہ اپنے خداوند کے آستانے پر گر جائے اور اسکے مامور کو مان لے۔

ریویوز

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم یہ ان مکتوبات گرامی کا مجموعہ دلآویز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتدائی زمانے میں مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو لکھے۔ سبحان اللہ بحمدہٖ کہ گرانمایہ عرفان کا ایک خزینہ ہے جو ہمارے مکرم عرفانی صاحب نے کوڑیوں کے مول لٹا دیا۔ ہم وابستگان دامن کی بدقسمتی ہوگی اگر اسکی پوری پوری قدردانی نہ کریں۔ قدردانی تو کیا کرینگے کم از کم یہ ہو کہ پبلشر کی حوصلہ افزائی کر دیں۔ تا وہ اس رحیق مختوم کے دو چار اور گھونٹ تشنہ کامان ملت کو پلا سکیں۔ ان مکتوبات سے آپکو معلوم ہوگا کہ حضور پُرنور کا مقام کسقدر ارفع و اعلیٰ ہے اور حکیم الامۃ خود نہیں بنے بلکہ خدا کے مسیحؑ کے ہاتھوں سے وہ پیکر روحانیت تیار ہوا۔ جسے مسیحائی نفخ روح نے طیر بلند پرواز بنا دیا۔ قیمت ایک روپیہ۔

حیات احمدؑ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات کا نمبر ۳ جسمیں تصنیف براہین سے پہلے کے واقعات مندرج ہیں۔ خدا تعالےٰ بہت بہت اجر دے حضرت عرفانی کو۔ جو اس مبارک حیات کی جلوہ نمائی اپنے ذمہ ہمت پر لے چکے ہیں جسکے ایک لمحہ لمحہ پر ہم جیسے ناکاروں کی ہزار زندگی [illegible] آپکو اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ ضلالت کی شب دیجور میں کتنی تاریکی تھی۔ اور وہ نور ازلی ابدی خدا کا نور۔ آسمان نبوت پر کس شان سے چمکا۔ اور اخر قت الارض بنور ربھا [illegible] قیمت صرف [illegible] روپیہ [illegible] آنے۔ دونوں کتابیں الحکم آفس سے ملینگی۔

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شایع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تارا
ٹریڈ مارک
رجسٹرڈ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی

سخت امراض کی

مجرّب پیٹنٹ دوائیں

سر درد و ریاحی درد کی دوا

سر درد و ریاحی درد کی تکلیفوں کو وہی اشخاص خوب جانتے ہیں جنہیں ایسے دردناک تکلیفوں کے برداشت کرنیکے موقع پیش آئے ہوں۔ اِسمیں شک نہیں کہ یہ درد نہایت تکلیف دہ ہوتے ہیں جب ذراسی دیر میں بڑھ جاتے ہیں تو مریض گھبرانے لگ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ دوا فوراً فائدہ کرتی ہے۔ ریاحی درد مثلاً ٹیس چمک ٹیک رگوں میں لہر۔ سرن اور کنکنی وغیرہ کے لئے اس سے بہتر اور زود اثر کوئی دوا اِسوقت تک ثابت نہیں ہوئی اس لئے ایک شیشی منگا کر آپ ایک بار اسکی ضرور آزمائش کریں۔

قیمت بارہ ۱۲ ٹکیوں کی شیشی دس آنہ ۱۰/ محصولڈاک چھ آنہ ۶/ تین شیشی ۱؎ محصولڈاک چھ آنہ ۶/

کیشراج تیل

(خوشبودار تیلوں کا شاہ)

یہ وہی خوشبودار تیل ہے جسکی تعریف کانگریس کے پریسیڈنٹ پنڈت موتی لال جی نہرو۔ شریمتی سروجنی نائیڈو وغیرہ لیڈروں نے صدق دل سے کی ہے۔ اسکے استعمال سے دماغ تر و تازہ رہتا ہے یہ اُن اشیاء کو شامل کر کے بنایا گیا ہے جو سر و آنکھوں کیلئے فائدہ مند ہیں اسکی خوشبو دیرپا اور نہایت دل پسند ہے اسمیں ہائڈ آئم وغیرہ کوئی مضر صحت اشیاء شامل نہیں ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ۱؎ محصولڈاک آٹھ آنہ ۸/

مفت

خوشبودار! اور! فائدہ مند!

کیشراج تیل

کا نمونہ

اِس کوپن کو بھیجنے سے آپکو بھیجا جائیگا

ہوشیار! ہماری تمام ادویات "تارا" ٹریڈ مارک دیکھکر خرید کیجئے۔

نوٹ۔ ہماری دوائیں سب جگہ ملتی ہیں۔ ہمارے ایجنٹ دوافروشوں سے خریدنے سے وقت اور محصولڈاک میں بچت ہوگی۔

(صبغۃ تمبا کالر) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ شیخ محمد وارث رحمت علی۔ مرچنٹ۔ گورداسپور